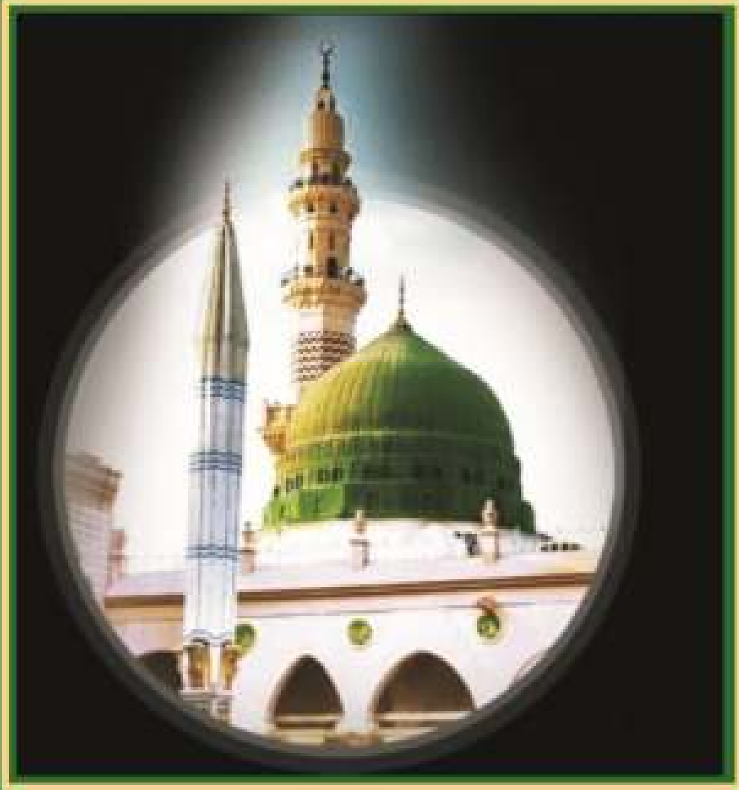
حرفِ مدحت

حمد و نعت



اشرف نقوی

حرفِ مدحت
حمد و نعت
اشرف نقوی
فرح پبلی کیشنز شیخوپورہ

علم وعرفان کسی کی میراث نہیں اور نہ ہی یہ محض اکتسابی ہے۔ یہ خداداد صلاحیت، بلکہ نعمت ہے کہ جس انسان پر ربِّ کائنات مہربان ہوتا ہے، اسے شیریں سخنی سے نواز دیتا ہے۔ شاعری عطیۂ خداوندی ہے، جس کے مستحق صرف منتخب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ گزشتہ صدی کے نویں عشرے میں منظرِ عام پر آنے والے اُردو شعراء میں اشرف نقوی کا شمار اُردو شاعری، بالخصوص اُردو غزل کے نمائندہ شاعر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ ان کے اسلوب کی برجستگی، بحروں کا انتخاب، ردیف وقافیے کی ندرت، مصارع کی پختگی اور مضامین کا تنوع انھیں اپنے ہم عصروں میں نمایاں کرتا ہے۔ اب قدرت ان پر مزید مہربان ہوئی تو وہ حمد و نعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ حمد و نعت لکھنا بجائے خود شعری پل صراط پر چلنے کا عمل ہے، یہ شاعری بھی ہے اور عقیدت و محبت بھی۔ ہمارے ہاں اکثر شعراء کے ہاں شاعری رہ جاتی ہے یا محض عقیدت، لیکن اشرف نقوی کو خالق کائنات اور محبوبِ کائنات نے شعر و سخن اور عقیدت و محبت میں توازن بخشا ہے، چنانچہ ان کے زیرِ نظر مجموعے میں ان کی ریاضت اور عشق و مستی دونوں ایک ایسی سطح کو چھو رہے ہیں، جس تک پہنچنے کی آرزو بیشتر آرزو ہی رہ جاتی ہے اور شاعر کہیں فضا میں معلق رہ جاتا ہے۔ اشرف نقوی نے فنِ شاعری پر اپنی دسترس کو ہر صفحے پر ثابت کیا ہے اور ان کے بیشتر اشعار احساس دلاتے ہیں کہ ان کے لیے حمد و نعت میں مزید امکانات موجود ہیں اور اگر وہ اس راہ پر مسلسل گامزن رہے تو وہ محسن کاکوروی، ظفر علی خان، احمد رضا خان، حفیظ تائب، ماہر القادری اور نعیم صدیقی کے قافلے سے جا ملیں گے۔ پھر بات تو محض اذن کی ہے اور کیا بعید کہ اس حافظِ قرآن شاعر کو اذنِ حضوری نصیب ہو جائے تو یہ مستقبل میں ثنائے الٰہی اور مدحتِ رسولؐ کے تازہ کاروں کا سالار قرار پائے۔



ڈاکٹر خالد ندیم
ایسوسی ایٹ پروفیسر
یونیورسٹی آف سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حرفِ مدحت

(حمدونعت)

اشرف نقوی

نام کتاب: ------------- حرفِ مدحت (حمد ونعت)

شاعر: ------------- اشرف نقوی

انتخاب: ------------- اظہر عباس، نعیم گیلانی

اہتمام: ------------- اصغر علی جاوید

مشینی خطاطی: ------------- حسنین احمد نقوی

تعداد: ------------- 400

سال اشاعت: ------------- 2024ء

ہدیہ: ------------- -/400 روپے

برائے رابطہ: اشرف نقوی

گلی نمبر 4 جنوبی، جسٹس مظہر اقبال سدھو روڈ،

کھوکھر ٹاؤن، بھکھی روڈ، شیخوپورہ

فون نمبر: 0345-6352439,0304-4845679

ای میل: naqvi.mashraf@gmail.com

فرح پبلی کیشنز، طارق روڈ، شیخوپورہ





والدِ مرحوم حاجی سیّد دلبر حسن شاہ

اور

والدہ مرحومہ سیّدہ رضیہ بیگم

کے نام

مدحت کے لفظ لفظ میں حُسنِ بیاں کا رنگ
نکھرا ہوا ہے آج تو میری زباں کا رنگ

کاغذ ہے نُور کا تو قلم روشنی کا ہے
مِدحت کو لفظ لفظ بہم روشنی کا ہے

لفظ ایسے مجھے عطا کیجئے
جو بھرے ہوں اثر کی دولت سے
نعت لکھتا ہوں دل سے مَیں اشرف
گرچہ واقف نہیں ہوں مدحت سے

حُسنِ ترتیب

حرفِ ثنا

حرفِ مدحت

اشرف نقوی کا 'حرفِ مدحت'

نُورِ اوّلین جناب محمد الرّسول اللہ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے ساتھ ہی نعت کی ابتداء ہو گئی تھی۔ حضور ﷺ کا نام دادا نے محمدؐ رکھا تو پوچھا گیا کہ عبدالمطلب! یہ کیا نام ہوا؟ جواب ملا کہ قریشی دوستو! اِس بچے کے لیے یہی نام موزوں ہے۔ معلوم نہیں محمدؐ ایسا نام ہے جو خطاط کے نقطوں سے بھی پاک ہے۔ بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ یہ نام قلبِ عبدالمطلب پر اللہ نے ہی القا فرمایا تھا۔ گویا اللہ کی ذات ہی اوّلین ناعت ہے۔

اُردو زبان میں خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ نے نعت گوئی کی ابتداء کی۔ خواجہ گیسو درازؒ سے سلطان محمد قلی قطب شاہ تک، قُلی قطب شاہ سے محسن کاکورویؒ تک اور پھر حضرت کاکورویؒ سے حفیظ تائبؒ تک، اُردو نعت نے خوب صورت قرائن بتائے، جن میں نعت گوئی کے انداز کے تنوّع اور اسالیب کی رنگا رنگی سے پتہ چلتا ہے کہ اِس صنفِ سُخن میں کتنے قدآور اور عظیم لوگوں نے طبع آزمائی کی ہے۔

اشرف نقوی نے اِس پاکیزہ اسلوب کے لیے پہلی بار قلم نہیں اُٹھایا بلکہ ماضی میں بھی وہ ایک ناعت کی حیثیت سے پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ ان کا توصیفی اور عشقیہ اندازِ نعت جذب وشوق اور کیف و مستی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ 'حرفِ مدحت' میں ہیئتی اعتبار سے غزلیہ اندازِ نعت نہایت متأثر کُن ہے اور اِس میں لوازماتِ غزل کا التزام کہیں بوجھل اور گراں نہیں ہے۔

اشرف نقوی نے مجموعہ ہٰذا میں نعت کے اظہار میں عمومی طور پر ایسی تشبیہات و اِستعارات سے گریز کیا ہے جن سے نعت کی پاکیزگی اور شائستگی متأثر ہو، البتہ خوب صورت تراکیب و تلمیحات کو اِس ڈھنگ اور قرینے سے استعمال کیا ہے کہ نعت کا قاری اور سامع جھوم اُٹھے گا۔

اِن اشعار میں تلمیحات کا خوب صورت استعمال کس طرح قاری کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، محسوس کیجئے:

میرے خدا! مجھے بھی وہی فقر ہو عطا
رکھا جو تُو نے بُوذرؓ و حبشی بلالؓ میں

اور

مَیں ہوتا آپؐ کی مُٹھّی کا کلمہ گو کنکر
تو ذِکر ہوتا سدا زیبِ داستاں میرا

یہ توصیفی اندازِ نعت ملاحظہ فرمائیں:

صُبحِ ازل کا آپؐ ہی تھے نُورِ اوّلین
گو دیکھنے میں دنیا پُرانی ہے آپؐ سے
میرے سُخن کو آپؐ نے تاثیر بخش دی
پُرسوز میرا حرف و معانی ہے آپؐ سے

ملاحظہ فرمائیں اشرف نقوی عجز اور اِنکسار کے کس خوب صورت انداز کے ساتھ مُستغیث بنا ہے:

اے شاہِ دوسراؐ! تِری رحمت کی خیر ہو
مجھ کو نفع بنا دے، خسارہ ہوا ہوں مَیں

شاعر نے توصیف، عشق، تاریخ، استمداد اور صوم وصلوٰۃ وسلام کے علاوہ جدید اسلوبِ نعت کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ’حرفِ مِدحت‘ میں آقائے دو جہاں ﷺ کی پیغمبرانہ شان کے ساتھ ساتھ ایک اِنسانِ کامل کے طور پر آپؐ کی شخصی خوبیاں اور آپؐ کے نا قابل فراموش انقلاب آفریں طرزِ عمل کی جھلک بھی نظر آتی ہے ،جس نے اِس مجموعۂ نعت کو مقصدیت کے بہت قریب کر دیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ ’حرفِ مِدحت‘ آقا ﷺ کی بارگاہ میں ضرور شرفِ قبولیت حاصل کرے گا اور قارئین کی راحتِ قلوب کا سامان بنے گا۔ اِن شاءاللہ

اصغر علی جاوید

صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار

’حرفِ مِدحت‘ کا شاعر

مشرقی شعریات میں تخلیقی عمل کی رِفعت اور کمال کا بیشتر دارومدار قلب کی صداقت اور جوش و جذبہ کی موجودگی پر ہوتا ہے۔ یہ جملہ لوازمات اچھی شاعری کی بُنیادی ضروریات سمجھے جاتے ہیں۔ اِن خصائص کی موجودگی سے ہی شعر میں وہ قوت نمو پذیر ہوتی ہے جس سے وہ دِلوں کو مسخّر کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ غزل اور تغزل کے لازم و ملزوم ہونے کا معاملہ بھی دراَصل مشرقی شعریات کے بنیادی تقاضوں سے ہی منسلک ہے۔ اِسی لیے مشرق کے بیشتر نقّاد شاعری کو اِسی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور اِسی پیمانے پر شاعری کی درجہ بندی کرتے ہیں۔

اُردو شاعری کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اُردو کا اسّی فیصد سے زیادہ شعری سرمایہ غزل کی ہیئت میں ملتا ہے اور غزل کا مجموعی مزاج ہمارے تصوّراتِ حُسن و عشق کی روشنی میں تشکیل پاتا ہے اور اُردو غزل کی ہمہ گیریت کا آپ اِس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ اُردو شاعری کی کم و بیش تمام شعری اصناف بھی ہمیں غزل ہی کے زیرِ اثر نظر آتی ہیں۔ دراَصل غزل ہماری تہذیبی روایات میں اِتنی گہرائی تک اُتری ہوئی ہے کہ کسی اُردو شاعر کا اِس سے پہلو بچا کر دادِ سُخن دینا امرِ محال نظر آتا ہے۔ اِسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے جدید نعت گو شعراء نے بھی اظہار کے لیے جس شعری ہیئت کو پسندیدہ ترین سمجھا ہے وہ ہیئت بھی غزل ہی کی ہیئت ہے۔

غزل کا مجموعی مزاج اپنے ایجاز و اِختصار اور اِستعاراتی نظام کی وجہ سے نعت کے لیے بھی بہت موزوں ہے اور نعت گو شعراء نے اِس موزونیت کو بڑی کامیابی سے نعت کے فن کا لازمہ بنایا ہے۔

اشرف نقوی کی بنیادی پہچان بھی ان کی غزل گوئی ہے اور ان کے دو شعری مجموعے ’’آخرش‘‘

اور ''زادِ حرف'' شائع ہو کر اہلِ نقد و نظر سے داد وصول کر چکے ہیں۔ اب انھوں نے حمد، نعت اور مناقب کے میدان میں قدم رکھا ہے تو عشقِ حقیقی کے تجربات کو بھی غزل ہی کی ہیئت میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ اِس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ غزل کو کس حد تک اپنے مزاج کے قریب پاتے ہیں۔

غزل اور نعت کے اِستعاراتی نظام میں ہم آہنگی کی بدولت جب بھی کوئی کُہنہ مشق غزل گو نعت کہتا ہے تو اُس کی نعت فنّی سطح پر زیادہ اعلیٰ نظر آتی ہے۔ جب ہم اشرف نقوی کی نعت کا مطالعہ کرتے ہیں تو فن کا یہی ترفع ہمیں ان کی نعت گوئی میں بھی نظر آتا ہے۔

''حرفِ مدحت'' حمد اور نعت کا اِمتزاج ہے اور جب ہم اِس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے ہاں حمد میں بالعموم اور نعت میں بالخصوص غزل کے آرٹ کی عمدہ جھلکیاں ملتی ہیں، تلازمات، علامات اور استعارات کا نظام اور قلبی کیفیات کے تموّج نے باہم مل کر ایک خوش نما اُسلوب وضع کیا ہے اور اِس خوشنما اُسلوب میں نعت کے مضامین پوری جولانی کے ساتھ نظم ہوئے ہیں۔

حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت درست فرمایا ہے:

نہ فکر کی جولانی نہ عرضِ ہُنر مندی
توصیفِ پیمبرؐ ہے توفیق خداوندی

نعت کا میدان سُخن کی بجائے نسبتِ رسول ﷺ کے اِظہار کا میدان ہے اور اِس میدان میں وہی قدم رکھتا ہے جس کو اُس دربارِ عالی سے اِذن ملتا ہے اور جس کو اِذن مل جائے اُس کے لیے فن کے دُنیاوی پیمانے اور اُصول بے معنی ہو جاتے ہیں۔

ہمارا نعتیہ سرمایہ بالعموم توحید اور رِسالت کے مراتب میں امتیاز کرنے سے قاصر نظر آتا ہے اور نعت کہتے ہوئے غلو کا شکار ہو جاتا ہے۔ اشرف نقوی کے ہاں ہمیں اِس طرح کی صورتِ حال نظر نہیں آتی۔ انھوں نے توحید اور رِسالت کے مراتب کو ایک دوسرے میں مدغم کرنے کی شرعی غلطی نہیں کی بلکہ مقامِ رِسالت کو ملحوظ رکھا ہے اور غلو کا شکار نہیں ہوئے۔ ان کے ہاں حمد کے مضامین میں بھی تنوّع اور تازگی موجود ہے۔ ان کے کچھ حمدیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

عکس ، آنکھ اور آئینے تیرے یعنی ہر جلوہ زار تجھ سے ہے
رہنما تُو ہی ہر سفر میں ہے منزلیں تیری ، کارواں تیرا
تیری جانب سے خیر و شر کا وجود ہر یقیں تیرا، ہر گماں تیرا

حفیظ تائبؒ فرمایا کرتے تھے کہ" نعت کے بہترین مضامین سیرت النبی ﷺ سے جڑے ہوئے واقعات اور اوصافِ نبی ﷺ کا والہانہ ذکر ہے کیونکہ یہی عمل ہمیں حسّان بن ثابتؓ اور عہدِ نبویؐ کے دوسرے نعت گو شعراء کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ اُن کی نعت گوئی بعد میں آنے والوں کے لیے بہترین نمونہ اور اصول ہے۔"

اشرف نقوی نے بھی نعت گوئی کے فن میں اُن تمام حدود و قیود اور لوازمات کو ملحوظ رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

تُو مدینہ علم کا ہے، تُو خزینہ علم کا عالمِ ہفت آسماں تیرے سِوا کوئی نہیں
طائرِ فکر کو مدینۂ علم! شوقِ پرواز ، بال و پر دیجئے
مشعل راہ سیرتِ اطہر نقش ، نقشِ دوام ہیں آقاؐ!

ایک حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا۔ اِسی مضمون کی کچھ اور احادیث بھی موجود ہیں جن میں آپ ؐ کو اوّلین تخلیق اور باعثِ تخلیق کائنات قرار دیا گیا ہے۔ اشرف نقوی نے اِس مضمون کو ایک سے زائد اشعار میں اِس خوب صورتی سے نظم کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی عظمت اور بزرگی کے نقوش مزید نمایاں ہو گئے ہیں۔

سب سے پہلے نُور تیرا جگمگایا عرش پر لفظِ کُن کا راز داں تیرے سِوا کوئی نہیں
کُن کی حضورؐ! ساری کہانی ہے آپؐ سے دریائے زندگی میں روانی ہے آپؐ سے

حضورِ اکرم ﷺ کی اُمت میں سے ہونا بھی ایک شرف ہے جس کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے اور اِس خاص عطا پر جتنا ناز کیا جائے بجا ہے۔ نعت کے موضوعات میں یہ مضمون بھی تواتر سے نظر آتا ہے۔ اشرف نقوی نے بھی اِسے اپنی نعت گوئی کا حصّہ بنایا ہے:

آئے ہیں مِرے ہاتھ جہانوں کے خزانے — صد شکر کہ میری ہوئی سرکارؐ سے نسبت
حضورؐ! آپ کی نسبت سے میں ستارہ ہوا — سو اِنتظار کرے کیوں نہ کہکشاں میرا
ذکرِ رسولِ پاکؐ سے روشن رکھا گیا — یادِ شہِ شہاںؐ سے سجایا گیا مجھے

اشرف نقوی کے ہاں ہمیں عام نعت گو شعراء کی طرح دوری اور مہجوری کی کیفیات نہیں ملتیں بلکہ حضوری کی کیفیت اور سرشاری کا احساس زیادہ ملتا ہے۔حضوری کی یہ کیفیات بھی دراَصل شاعر کی حضور ﷺ کے ساتھ گہرے قلبی تعلّق کی غماز ہیں:

خیرمقدم کو چلی آتی ہے رحمت اُنؐ کی — جب بھی عشّاق مدینے میں قدم رکھتے ہیں
ہر سمت ہے اِک نور، معطّر سی ہوا ہے — یہ شہرِ محبت ہے کہ جنت کی فضا ہے
روز خوابوں میں مدینے کی طرف جاتا ہوں — یعنی جینے کو میں جینے کی طرف جاتا ہوں

میری دعا ہے کہ ''حرفِ مِدحت'' کو بارگاہِ ادب اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں یکساں قبولیت اور مقبولیت کا اعزاز حاصل ہو۔ آمین

ارشد نعیم
مدیر سہ ماہی ''صحیفہ'' لاہور
31 دسمبر، 2023ء

تُو ازل سے ہے ، ابد تک ہیں زمانے تیرے
جن و اِنسان و ملک سب ہیں دِوانے تیرے

تجھ کو دیکھا تو نہیں پھر بھی سبھی جانتے ہیں
ہر حقیقت سے حقیقی ہیں فسانے تیرے

تُو کہ لَوٹاتا نہیں خالی کبھی بندوں کو
پھر بھی ہر دم بھرے رہتے ہیں خزانے تیرے

تُو ہے وہ بحر نہیں جس کا کنارہ کوئی
اپنے بندوں کے مگر دل ہیں ٹھکانے تیرے

ذرہ ذرہ ہے تِری حمد و ثنا میں مصروف
کیسے گونجیں نہ دو عالم میں ترانے تیرے

بے سہارا کبھی چھوڑا ہی نہیں اے اشرفؔ
تجھ پہ احسان کیے اِتنے خدا نے تیرے



ذکر کرتی رہے زباں تیرا
لب پہ ہر دم رہے بیاں تیرا

گرچہ تیرا نشان کوئی نہیں
ہے مگر ہر جگہ نشاں تیرا

تیری قدرت سے کچھ نہیں باہر
ہے مکاں تیرا ، لامکاں تیرا

رہنما تُو ہی ہر سفر میں ہے
منزلیں تیری ، کارواں تیرا

میری معراج ہے فقط اِس میں
ہو جبیں میری ، آستاں تیرا

تیری جانب سے خیر و شر کا وجود
ہر یقیں تیرا، ہر گماں تیرا

خوش نصیبی ہے تیرے اشرف کی
دل بنا اِس کا آشیاں تیرا





عالَمِ بے کنار تجھ سے ہے
لفظِ کُن کی پکار تجھ سے ہے

عکس ، آنکھ اور آئینے تیرے
یعنی ہر جلوہ زار تجھ سے ہے

ذکر تیرا ہی باعثِ تسکیں
وحشتوں میں قرار تجھ سے ہے

کچھ نہیں ہوں مَیں ذات میں اپنی
میرا مجھ میں شمار تجھ سے ہے

چاند سورج میں نُور ہے تیرا
گُل کدے میں بہار تجھ سے ہے

تُو ہی فخر و غرور ہے میرا
میرا سارا وقار تجھ سے ہے

میرا ہونا اِس عالم کُن میں
باعثِ اِفتخار تجھ سے ہے

میری خوشیوں میں رونقیں تجھ سے
اور ہر اِختیار تجھ سے ہے

تجھ سے بے اِختیاریاں میری
اور ہر اِختیار تجھ سے ہے

میری دنیا اور آخرت میری
میرے پروردگار ! تجھ سے ہے

تُو نہ چاہے تو کچھ نہیں اشرف
یہ تو بس ذی وقار تجھ سے ہے



مَیں بس یہ جانتا ہوں کہ رگِ جاں سے قریں ہے تُو
تُو ربُّ العرش ہے لیکن دِلوں کا بھی مکیں ہے تُو

مکان و لا مکاں ہیں سب ترے ہی حُسن کا پرتَو
تجھے کس آنکھ سے دیکھوں، حسینوں سے حسیں ہے تُو

میں جب بھی راہ سے بھٹکوں، تُو ہی رستہ دِکھاتا ہے
گُماں کے ہر اندھیرے میں مرا کامل یقیں ہے تُو

تجھے پہچانتا ہوں اے خدا! تیری ہی قُدرت سے
کہ روز و شب کے ہر منظر میں مولا ! جا گزیں ہے تُو

تِری رحمت اثاثہ ہے مِری اِس جانِ خستہ کا
مُجھے اپنا بنا کے رکھ، مِری دنیا و دیں ہے تُو

میں جو بھی شعر کہتا ہوں، ہیں تیرے ہی عطا کردہ
مِرا ہے دین اور ایمان، ربُّ العالَمیں ہے تُو

مَیں ہوں بس نام کا اشرف، نہیں اوقات کچھ میری
ہوں اِک ذرے سے بھی کم تر، ہر اِک منظر نشیں ہے تُو





جا بجا چھایا نُور تیرا ہی
ہر جگہ ہے ظہور تیرا ہی

جو تکبر کرے وہ مُشرک ہے
تجھ کو شایاں غرور تیرا ہی

علم کوئی بھی ہو ، نہیں درکار
بس میں چاہوں شعور تیرا ہی

لائق حمد اور ثنا ہونا
حق ہے ربّ غفور ! تیرا ہی

تیرے بندے ہی شِکوہ کرتے ہیں
مولا ! تیرے حضور ، تیرا ہی

ہر نظر اور ہر نظارے پر
چھا رہا ہے وفور تیرا ہی

لامکان و مکاں میں چلتا ہے
حکم نزدیک و دور تیرا ہی

تیرے ذاکر پہ ہر گھڑی برسے
بن کے رحمت سرور تیرا ہی

میرا ایمان ہے کہ ہوگا کرم
مجھ پہ ہر دم ضرور تیرا ہی

عالم کُن فکاں کی ہر شے میں
جلوہ فرما ہے نُور تیرا ہی

بزمِ شعر و سخن میں ہوتا ہے
ذِکر بین السّطور تیرا ہی

گُم رہی اور رب سے دوری میں
سب ہے اشرف قصور تیرا ہی



وہ تیرگی کو اُجالوں میں ڈھال دیتا ہے
خزاں رتوں کو بھی رنگِ جمال دیتا ہے

بھٹک بھی جاؤں تو مجھ سے خفا نہیں ہوتا
مرا خدا مجھے رستے پہ ڈال دیتا ہے

وہ چھوڑتا نہیں بے آسرا کبھی مجھ کو
پڑے جو کوئی مصیبت تو ٹال دیتا ہے

یہ اُس کی شانِ کریم ہے، اپنے بندوں پر
کرم کے لعل و جواہر اُچھال دیتا ہے



کرم کرے تو زمانے کی نعمتیں بخشے
غضب میں آئے تو کس بل نکال دیتا ہے

جو اُس کے نام پہ مِٹ جائے، وہ امر ہو جائے
کچھ اِس طرح سے وہ اپنا وصال دیتا ہے

یہ میری شاعری اُس کی ہی دین ہے اشرف
وہی تو سوچوں کو حُسنِ خیال دیتا ہے



جہانِ عقل و خرد سے بھی ماورا تُو ہے
حدِ گماں میں بھی آتا نہیں کہ کیا تُو ہے

محیط ہے تِری ہستی ہی عالمِ کُن پر
تُو لاشریک ہے، معبود ہے، خدا تُو ہے

ہر اِک نظارے میں، منظر میں ہے تُہی موجود
تمام کون و مکاں میں ہر ایک جا تُو ہے

تُو اپنی ذات میں یکتا، صفات میں یکتا
کہیں بھی کوئی نہیں تجھ سا، کِبر یا تُو ہے

مِرا یقیں، مِرا ایماں، مِرا عقیدہ ہے
ہر ایک رنج و الم میں بس آسرا تُو ہے

تُو اپنے لُطف و کرم سے نواز اشرف کو
ہے مہربان بڑا، صاحبِ سخا تُو ہے





ہم پہ چشمِ کرم خدایا کر
رنج و غم سب کے کم خدایا کر

دل کا دریا رہے روانی میں
میری آنکھوں کو نم خدایا کر

ہم جو رنجور و دل شکستہ ہیں
کم ہمارا بھی غم خدایا کر

کھول دے ہم پہ آگہی کے در
زیست کو جامِ جم خدایا کر

اپنی رحمت سے غیر کے آگے
سر ہمارے نہ خم خدایا کر

ہم اندھیروں کو روشنی دے کر
نُور میں اپنے ضم خدایا کر

ہم کہ بھٹکے ہوئے ہیں ، تُو ہم کو
خضر کا ہم قدم خدایا کر

رزم گاہِ حیات میں ہر دم
مجھ کو حق کا علم خدایا کر

اپنے بندے پہ، اپنے اشرف پہ
اپنی رحمت بہم خدایا کر



رات دن ہو طواف کعبے کا
کاش چُھو لُوں غلاف کعبے کا

میرا مسکن ہو مستقل یا رب!
مُلتزم اور مطاف کعبے کا

جب بھی چوموں میں حجرِ اسود کو
ہو نیا انکشاف کعبے کا

یا الٰہی ! یہ ہے دعا تجھ سے
ہو میسر مضاف کعبے کا

آئے رمضان کا مہینہ تو
میں کروں اعتکاف کعبے کا

موت جب آئے ، ایک منظر ہو
میری آنکھوں میں صاف کعبے کا

میرے مولا ! اُسے ہدایت دے
جو کرے انحراف کعبے کا

ہو ہمیشہ نصیب اشرف کو
اے خدا ! انعطاف کعبے کا





مِری تجھ سے ہے التجا میرے مولا !
مریضوں کو دے دے شفا میرے مولا !

جو ہر ایک بیماری کو دور کر دے
چلا ایسی بادِ صبا میرے مولا!

گُنہ گار بھی ہم ، خطا کار بھی ہم
مگر ہم سے مت ہو خفا میرے مولا !

وباؤں سے تُو ہی بچائے گا ہم کو
ہمیں ہے تِرا آسرا میرے مولا !

سب اہلِ وطن کو تُو رکھنا سلامت
یہی دل سے نکلے دعا میرے مولا !

ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے کر
گناہوں سے ہم کو بچا میرے مولا !

وبا جو ''کرونا'' کی پھیلی ہوئی ہے
اِسے مت بنانا سزا میرے مولا !

مِرے دیس کے باسیوں کے سروں سے
ہر اِک دور کر دے بلا میرے مولا !

ہے اشرف ترا ایک مسکین بندہ
ہو اِس پہ بھی چشمِ عطا میرے مولا !



(''کرونا'' کی وبا کے دوران کہے گئے اشعار)





کرم کی ایسی نظر مجھ پہ اے خدا کر دے
تُو اپنا ذکر مری روح کی غذا کر دے

فقط ہے تُو ہی غفور الرّحیم اے مولا!
ہر ایک جرم و خطا سے ہمیں رِہا کر دے

گھرے ہوئے ہیں مصائب کی تیرگی میں ہم
سو دور ہم سے ہر اِک رنج و اِبتلا کر دے

میں ایک سُوکھا شجر دشتِ بے نوائی کا
مجھے تُو اپنے کرم سے ہرا بھرا کر دے



دِلوں میں پلنے لگی ہے جو خواہشِ دنیا
بدل کے اپنی طلب میں اِسے ضیا کر دے

ترِے علاوہ مرا کون ہے مرے مالک!
سو زندگی کا مِری ، پُورا ہر خلا کر دے

جُھکیں نہ تیرے سِوا مولا ! غیر کے آگے
ہمیں بشر کی غلامی سے تُو رِہا کر دے

جو تیری یاد سے غفلت میں ڈالے اشرف کو
ہر ایسی چیز کو اے میرے رب! فنا کر دے



کاغذ ہے نُور کا تو قلم روشنی کا ہے
مِدحت کو لفظ بہم روشنی کا ہے

خیبر میں جو نبیؐ نے علیؑ کو عطا کیا
اب تک وہ سربلند عَلم روشنی کا ہے

مکّے سے جو چلی تو وہ اقصیٰ تلک گئی
عرشِ بریں پہ پہنچا قدم روشنی کا ہے

ذروں کو اس نے ماہِ منور بنا دیا
یہ معجزہ بھی بہرِ کرم روشنی کا ہے

یہ روشنی ہے چہرۂ انور کی روشنی
اِس واسطے ہی جاہ و حشم روشنی کا ہے

منبع ہے اِس کا گُنبدِ خضریٰ بلا شبہ
لاریب سب سے زیادہ حجم روشنی کا ہے

آلِ رسولِ پاک سے منسوب جو ہوا
وہ گھر قسم خدا کی، حرم روشنی کا ہے

گو فیض یاب اہلِ عرب بھی ہوئے مگر
احسان کش جہانِ عجم روشنی کا ہے

اشرف قرآن و سُنّت و سیرت کے فیض سے
ہم پر خدائی فضل و کرم روشنی کا ہے



کُن کی حضورؐ! ساری کہانی ہے آپؐ سے
دریائے زندگی میں روانی ہے آپ سے

صبحِ ازل کا آپؐ ہی تھے نورِ اوّلیں
گو دیکھنے میں دنیا پُرانی ہے آپؐ سے

ہم کو خدا سے آپؐ نے ہی آشنائی دی
پہچانی ہم نے رب کی نشانی ہے آپؐ سے

ہر آئینے کو آپؐ سے حیرت ہوئی عطا
اور عکس پر بھی آقاؐ! جوانی ہے آپؐ سے

میرے سخن کو آپؐ نے تاثیر بخش دی
پُرسوز میرا حرف و معانی ہے آپؐ سے

آقاؐ ! میں صرف آپؐ کے در کا فقیر ہوں
سو بھیک جو بھی چاہیے، پائی ہے آپؐ سے

دامن بروزِ حشر نہ چھوڑوں گا آپؐ کا
بخشش حضورؐ! میں نے کرانی ہے آپؐ سے

جب تک نہ آپؐ آئے تھے بے کیف زیست تھی
صبح و مسا حیات سہانی ہے آپؐ سے

اشرفؔ ہے آقاؐ! تیرہ شبی میں گھرا ہوا
اِس نے تجلّی نور کی پانی ہے آپؐ سے



درود لب پہ ہمارے اگر نہیں آتا
قسم خدا کی ، دعا میں اثر نہیں آتا

جو ہم نہ سیرتِ احمدؐ سے رہنمائی لیں
تو بخشے جانے کا ساماں نظر نہیں آتا

جنھیں طلب کیا جائے، وہی پہنچتے ہیں
وہاں سے سب کو تو اِذنِ سفر نہیں آتا

گدا ہوں اُنؐ کا، سو پلتا ہوں اُن کے ٹکڑوں پر
بغیر بھیک کے میں اپنے گھر نہیں آتا

ہیں منتظر مِری دہلیز پر دھری آنکھیں
مِرا مدینے سے کیوں نامہ بر نہیں آتا

سنا ہے جب سے کہ دید اُنؐ کی قبر میں ہو گی
تبھی سے موت کا اِس دل میں ڈر نہیں آتا

اگر نہ آپؐ کی چشمِ کرم ہو اشرف پر
تو نخلِ جاں پہ کبھی بھی ثمر نہیں آتا



ہیں یاد آج بھی وہ سہارے حضورؐ کے
قدموں میں دِن جو ہم نے گزارے حضورؐ کے

روئے زمیں پہ آپؐ سا کوئی سخی نہیں
رتبے بیاں ہوں کیسے ہمارے حضورؐ کے

یوسفؑ نبی کا حُسن بھی کب تاب لا سکے
ایسے خدا نے نقش سنوارے حضورؐ کے

اُلٹا پھرا ہے ایک، تو دولخت اِک ہوا
شمس و قمر نے سمجھے اشارے حضورؐ کے

رحم و کرم کا آپؐ ہیں اِک بحرِ بے کراں
ہر حد سے ماورا ہیں کنارے حضورؐ کے

مرضی سے اپنی آپؐ تو کچھ بولتے نہیں
وحیٔ الٰہی لفظ ہیں سارے حضورؐ کے

جھرمٹ میں کہکشاں کے تھے ماہِ مُبین آپؐ
اصحابِ باصفا تھے ستارے حضورؐ کے

تخلیق کائنات ہوئی آپؐ کے سبب
صدقے خدا نے یوں بھی اُتارے حضورؐ کے

جس وقت حشر میں نہ کوئی ہوگا آسرا
اشرفؔ ہمیں ملیں گے سہارے حضورؐ کے





کِتنی خوش بخت ذات ہے میری
روزِ روشن سی رات ہے میری

جب سے لکھا قلم نے نام اُنؐ کا
معتبر تب سے بات ہے میری

اُنؐ کا اُسوہ ہے اُسوۂ کامل
اِس پہ چلنا نجات ہے میری

اُنؐ کی چشمِ کرم ہوئی جب سے
بدلی بدلی حیات ہے میری

مجھ کو خیرالامم سے نسبت ہے
اور یہ نسبت نجات ہے میری

ذکرِ احمدؐ کے فیض سے اشرف
جیت میں بدلی مات ہے میری



مجھ کو مِلا جو نعت خزانہ ہے منفرد
چشمِ کرم کا اُنؐ کی ، بہانہ ہے منفرد

لوگوں کے عشق کی تو کہانی ہے عام سی
میری عقیدتوں کا فسانہ ہے منفرد

شامل ہیں جس میں فاطمہؑ، حیدر، حسنؑ، حُسینؑ
عالَم میں شاہِ دیں کا گھرانہ ہے منفرد

اے کاش! میری ہستی فنا فی الرّسول ہو
مجھ کو لقب ملے کہ دِوانہ ہے منفرد

جس کو لگے یہ تیر، مقدّر سنوار دے
عشقِ نبیؐ کا سب سے نشانہ ہے منفرد

ہوتا نبیؐ کا دَور جو میرے نصیب میں
پھر میں بھی کہتا، میرا زمانہ ہے منفرد

اشرف میں جو لکھوں اُسے تاثیر یوں ملے
فرمائیں آقاؐ ، تیرا ترانہ ہے منفرد



جب سے میں منسلک ہوا یادِ نبیؐ کے ساتھ
اِک ربط بن گیا ہے مرا زندگی کے ساتھ

خُلقِ عظیم میں جو سراپا قرآن ہے
پیش آئے مہربانی سے وہ ہر کسی کے ساتھ

اُس حُسنِ بے مثال کی دوں اور کیا مثال
بس روشنی ہی روشنی تھی روشنی کے ساتھ

روشن مِری حیات کا ہر لمحہ ہو حضورؐ!
مُدّت سے جی رہا ہوں مَیں تیرہ شبی کے ساتھ

آقاؐ مجھے بھی دیجئے ہدایت کی روشنی
باقی ہو میری عمر بسر، بندگی کے ساتھ

اشرفؔ مِرے رسولؐ سا کوئی نہیں کریم
پیش آئے جو عدو سے بھی دریادِلی کے ساتھ





والیِ کون و مکاں تیرے سِوا کوئی نہیں
ہر کسی پر مہرباں، تیرے سِوا کوئی نہیں

باعثِ تخلیق عالم صرف تیری ذات ہے
مُدّعائے کُن فکاں تیرے سِوا کوئی نہیں

تُو ہی نورِ اوّلیں ہے ، تُو ہی نورِ آخریں
جس کا ہو ہر اِک زماں، تیرے سِوا کوئی نہیں

تُو مدینہ علم کا ہے، تُو خزینہ علم کا
عالمِ ہفت آسماں تیرے سِوا کوئی نہیں

سب سے پہلے نُور تیرا جگمگایا عرش پر
لفظِ کُن کا راز داں تیرے سِوا کوئی نہیں

ذِکر تیرا ہی کیا رب نے بلند و ارجمند
رفعتوں کا آسماں تیرے سِوا کوئی نہیں

راہ سے بھٹکے ہوؤں کا ہادی و مُرسل ہے تُو
رہبرِ ہر کارواں تیرے سِوا کوئی نہیں

تاج دارِ انبیا اور رحمۃ اللعالمین
اے شفیعِ عاصیاں! تیرے سِوا کوئی نہیں

میرے ہر غم کا مداوا صرف تیرے ہاتھ ہے
چارہ سازِ بے کساں تیرے سِوا کوئی نہیں

میں بھی ہوں رحمت کا طالب، مجھ پہ بھی کر دے کرم
میرا شاہِ اِنس و جاں! تیرے سِوا کوئی نہیں

تُو ہے افضل، تُو ہے اکمل اور تُو خیر البشرؐ
خوبیوں کا گلستاں تیرے سِوا کوئی نہیں



کرم جو آپؐ کا خیرالانامؐ! ہو جائے
یہ خاکسار بھی عالی مقام ہو جائے

بروزِ حشر ملے مجھ کو آپؐ کا سایہ
مدینہ میرا یہاں بھی مقام ہو جائے

جو رکھے آپؐ سے نسبت وہ کامراں ٹھہرے
گدا بھی لائق صد احترام ہو جائے

امیدوار ہوں بخشش کا اور شفاعت کا
بس ایک چشمِ کرم کیجئے، کام ہو جائے

اگرچہ دور ہوں در سے ، درود پڑھتا ہوں
قبول میرا بھی آقا ! سلام ہو جائے

دِلوں پہ کیوں نہ حکومت اُسی کی ہو آقا!
جو دل سے آپ کا سچا غلام ہو جائے

قبول کر لیں اگر آپ میرا نذرانہ
تو معتبر مِرا سارا کلام ہو جائے

بروزِ حشر رہے گا نہ تشنہ لب اشرف
عطا اِسے بھی جو کوثر کا جام ہو جائے





کرم اِتنا حضورؐ کر دیجئے
میری آنکھوں میں نُور بھر دیجئے

روشنی چشم کی فزوں تر ہو
آپؐ بس اِس پہ ہاتھ دھر دیجئے

طائرِ فکر کو مدینۂ علم!
شوقِ پرواز ، بال و پر دیجئے

بات دل میں مِری اُتر جائے
میرے لفظوں کو وہ اثر دیجئے



وہ جو ہر تیرگی نگل جائیں
ایسے خورشید اور قمر دیجئے

جو بھی لکھوں میں نعت کی صورت
شعر تاثیر سے وہ بھر دیجئے

گھر میں رہ کر ہے دربدر اشرف
شہرِ طیبہ میں اِس کو گھر دیجئے



روز خوابوں میں مدینے کی طرف جاتا ہوں
یعنی جینے کو میں جینے کی طرف جاتا ہوں

مجھ کو درکار جو ہوتی ہے گلوں کی خوشبو
مَیں بس آقاؐ کے پسینے کی طرف جاتا ہوں

ایک مدت سے ہے یہ زیست مِری بے ترتیب
سو سُدھرنے کو قرینے کی طرف جاتا ہوں

اِسی اُمّید پہ شاید کہ بلاوا آ جائے
ہو کے بے چین سفینے کی طرف جاتا ہوں

اُس کی نسبت سے یہ ممکن ہے کہ ہیرا بن جاؤں
مَیں جو پتھر ہوں، نگینے کی طرف جاتا ہوں

میری دولت ہے فقط ذِکرِ محمدؐ اشرفؔ
نعت کہتا ہوں، خزینے کی طرف جاتا ہوں





نعت سُن کر سرور آنے لگا
لب پہ اِسمِ حضورؐ آنے لگا

مل گئی جب سند غلامی کی
مجھ کو خود پر غرور آنے لگا

کِھل گئے دل میں گُل مودّت کے
نخل جاں پر بھی بُور آنے لگا

اُنؐ کی سیرت کا فیض ہے، مجھ کو
زندگی کا شعور آنے لگا

نسبتِ شاہِ دوسراؐ کے طفیل
مَیں زمانے سے دور آنے لگا

اِسمِ احمدؐ کو چوم کر اشرف
میری آنکھوں میں نور آنے لگا





نعت کہنے میں جو مزا ہے میاں!
جانتا اُس کو بس خدا ہے میاں!

خاک زادے کو نُور سے نسبت؟
صاحبِ نُور کی عطا ہے میاں!

مَیں شمار و قطار میں تھا کہاں؟
پھر بھی مجھ کو گنا گیا ہے میاں!

بہرِ محبوبؐ کُن کہا جائے
عشق کی یہ ہی انتہا ہے میاں!



اُس کی خوشبو ہے لالہ و گُل میں
وہ بہاروں کا آسرا ہے میاں!

اُس کی سیرت پہ جو عمل کر لے
وہ بڑا صاحبِ ضیا ہے میاں!

وہ خدا تو نہیں ، یہ مانتا ہوں
پر خُدا سے کہاں جُدا ہے میاں!

آج جو نعت کہہ رہا ہوں میں
اِس کا انداز کچھ نیا ہے میاں!

یہ جو مانا گیا مجھے اشرف
اُنؐ کا مجھ پر کرم ہوا ہے میاں!





زمین دل کے لیے آسمانِ رحمت ہے
حضورؐ ! آپ کا اُسوہ جہانِ رحمت ہے

ہیں آپ رتبۂ خُلق عظیم پر فائز
قرآن آپؐ کے حق میں بیانِ رحمت ہے

یہ دنیا دشت و بیابان ہے، مگر اِس میں
زمین شہرِ نبیؐ گلستانِ رحمت ہے

کڑکتی دھوپ میں عصیاں کی، اُمّتی کے لیے
رسولِ اُمّی لقب سائبانِ رحمت ہے

ہوں جس میں حیدرِ کرّارؑ، فاطمہؑ، حسنینؑ
وہی گھرانہ ہے جو خاندانِ رحمت ہے

مِرا شمار غلامانِ مصطفیٰؐ میں ہوا
یہ خاص رحمتِ باری نشانِ رحمت ہے

جہاں پہ ذکرِ محمدؐ ہو روز و شب اشرف
وہ عام گھر تو نہیں ہے، مکانِ رحمت ہے







مجھ پر مِرے حضورؐ کا احسانِ نعت ہے
میرے لیے کھلا ہوا میدانِ نعت ہے

اُنؐ کا کرم جو ہو تو ہر اِک لفظ معتبر
گر چاہیں وہؐ، غزل میں بھی امکانِ نعت ہے

گھر میں جو میرے رحمت و برکت ہے ہر گھڑی
قرآن کا وسیلہ ہے، فیضانِ نعت ہے

شانِ رسولِ پاکؐ میں نازل کیا گیا
قرآن رب کا گویا کہ دیوانِ نعت ہے



آقاؐ ! مجھے بھی شہرِ مدینہ بلائیے
مجھ کو بھی در پہ پڑھنے کا ارمانِ نعت ہے

گر ٹوٹے پھوٹے میرے یہ الفاظ ہوں قبول
بخشش کو میری کافی یہ سامانِ نعت ہے

مجھ سے اگر ہے پیار، اطاعت نبیؐ کی کر
سب مومنوں سے رب کا یہ فرمانِ نعت ہے

ماں باپ میرے اور میں خود آپؐ پر فدا
بس اِک یہی عقیدہ تو ایمانِ نعت ہے

سیرت پہ اُنؐ کی چلنا ہو جب مقصدِ حیات
''ہر شعبۂ حیات میں اِمکانِ نعت ہے''

اشرف میں ہر گھڑی تھا گماں میں گھرا ہوا
گر پُر یقیں ہوں آج تو ایقانِ نعت ہے





بے خودی بھی شعور بن جائے
میری بگڑی حضورؐ! بن جائے

پاک تلووں کی خاک کا سُرمہ
میری آنکھوں کا نُور بن جائے

آپؐ کا نام لب پہ آتے ہی
درد کیف و سرور بن جائے

ہاتھ ڈالیں جو آپؐ کوزے میں
آب جامِ طہور بن جائے

آپؐ کے نُور ہی سے چمکے گا
چاہے دل کوہِ طور بن جائے

کاش اپنا لے سیرتِ اطہر
کاش اُمت غیور بن جائے

درِ اقدس کی بھیک ہی اشرف
میرا فخر و غرور بن جائے



ایسے ہے مجھے سیّدِ ابرار سے نسبت
خوش بُو کو ہو جیسے گُل و گلزار سے نسبت

بِک جاؤں اگر میں بھی مدینے کی گلی میں
بن جائے مری طیبہ کے بازار سے نسبت

آئے ہیں مِرے ہاتھ جہانوں کے خزانے
صد شکر کہ میری ہوئی سرکارؐ سے نسبت

بطحا سے جو آتی ہے ہوا ہے وہ معطّر
حاصل ہے اِسے گنبد و مینار سے نسبت

اشرف وہ تعلق ہے مِرا ابن علیؑ سے
رکھتا ہوں ہر اِک ظلم کے انکار سے نسبت







کِس نے کہا نصیب کا مارا ہوا ہوں میں
گو ذرہ خاک کا تھا، ستارہ ہوا ہوں میں

مجھ کو نہیں ڈراتی زمانے کی بے رخی
والی ہو تم ہی میرے، تمہارا ہوا ہوں میں

جب سے ملی ہے مجھ کو مودّت کی روشنی
آلِ عبا کی آنکھ کا تارا ہوا ہوں میں

اے شاہِ دوسراؐ! تِری رحمت کی خیر ہو
مجھ کو نفع بنا دے خسارہ ہوا ہوں میں





راس آئے کیوں نہ مجھ کو یہ تشنہ لبی مری
بطحا کی اِک ندی کا کنارا ہوا ہوں میں

کرتا ہوں پوری سُنّتِ ربّ و ملائکہ
پڑھ کر درود آقاؐ کو پیارا ہوا ہوں میں

مرقد میں میری ہو گی درودوں کی روشنی
روشن اِسی یقین سے سارا ہوا ہوں میں

اشرفؔ میں آ گیا ہوں نظر میں حضورؐ کی
سمجھے نہ کوئی مجھ کو کہ ہارا ہوا ہوں میں





مدینے میں ٹھکانہ چاہتا ہوں
وہیں جیون بِتانا چاہتا ہوں

مجھے لے جائے جو عہدِ نبیؐ میں
وہی گزرا زمانہ چاہتا ہوں

جہاں بھر کا ستایا ہوں سو آقاؐ!
مَیں اپنے دکھ سنانا چاہتا ہوں

مِرے دل میں محبت اپنی بھر دے
یہی تجھ سے خزانہ چاہتا ہوں

مِری شاہی تِرے در کی گدائی
سو یہ اعزاز پانا چاہتا ہوں

اشرف نقوی



تِری ناموس پر میں جان دے کر
ترے دامن میں آنا چاہتا ہوں

قرینِ مسجدِ نبوی کسی بھی
گلی میں آشیانہ چاہتا ہوں

ہوائے تیز تر کا سامنا ہے
دیئے پھر بھی جلانا چاہتا ہوں

گزر ہو آپؐ کا جس راہ سے بھی
میں چشم و دل بچھانا چاہتا ہوں

خدا توفیق دے، عشقِ نبیؐ میں
مَیں خود کو بھی بھلانا چاہتا ہوں

سند مجھ کو غلامی کی عطا ہو
میں یہ عزت کمانا چاہتا ہوں

کہے اشرف یہ دل ، یادِ نبیؐ میں
دھڑکنا بھول جانا چاہتا ہوں



صورت نہ کوئی آپؐ سی آئی خیال میں
شامل خدا کا نور ہو جس کے جمال میں

جو یادِ مصطفیٰؐ میں کرے دل کو مضطرب
ہوتی ہے دو جہاں کی خوشی اُس ملال میں

سر پر جو میرے سایۂ خیرالاممؐ رہے
واللہ ! آؤں گا نہ کبھی میں زوال میں

میرے خدا! مجھے بھی وہی فقر ہو عطا
رکھا جو تُو نے بُوذرؓ و حبشی بلالؓ میں

ثانی نہ کوئی آپؐ کا اے سیّد البشرؐ!
یکتا حضورؐ آپؐ ہیں حُسنِ کمال میں

ہوں غم سے بے نیاز تو اِس کا سبب ہے یہ
مجھ کو حضورؐ لے لیں گے رحمت کی شال میں

آقاؐ ! اگر قبول ہو نذرانہ نعت کا
بس خیر، خیر، خیر ہے میرے مآل میں





قدم قدم پہ ہوئی مجھ پہ یوں عطائے رسولؐ
کہ مہربان ہمیشہ رہا خدائے رسولؐ

یہی دعا ہے کہ بخشے مجھے خدا توفیق
مِرے قلم سے نکلتی رہے ثنائے رسولؐ

اگر خدا سے محبّت کا تجھ کو دعویٰ ہے
تو ہے ضروری کہ حاصل کرے رضائے رسولؐ

نوازتے ہیں حضورؐ ایسے کہ غنی کر دیں
کِسی سے رکھتا نہیں پھر طلب گدائے رسولؐ

اشرف نقوی

شفیعِ اُمّتِ عاصی ہے کون اُنؐ کے سِوا
ہمارے حق میں ہمیشہ رہی دعائے رسولؐ

درود بھیجو نبیؐ پر کہ حشر میں تم پر
رہے گی سایہ فگن رحمت ِ رِدائے رسولؐ

سبھی سے آپؐ مکرّم، سبھی سے آپؐ افضل
جہاں میں جتنے نبی اور جتنے آئے رسولؐ

اِک آسرا ہے نبیؐ کا خدا کے بعد اشرف
نہیں ضروری، مِرا ہو کوئی سِوائے رسولؐ





خوش آمدید کہیں پھول مسکراتے ہوئے
درود لب پہ ہو جب صحنِ گُل میں جاتے ہوئے

نبیؐ کے ذِکر سے ہوتا ہوں اِس طرح روشن
مَیں خود کو دیکھنے لگتا ہوں جگمگاتے ہوئے

جو ایک ذرے پہ چشمِ کرم کریں آقاؐ
تو دیر کرتے نہیں کہکشاں بناتے ہوئے

اسے درود کا فانوس جب میسر ہے
ہوا کا ڈر ہو مجھے کیوں دِیا جلاتے ہوئے

اشرف نقوی

حضورؐ کی ہے شفاعت اُن عاصیوں کے لیے
کہ جن کی عمر ہو گزری بدی کماتے ہوئے

مِرے بشیرؐ و نذیرؐ اور میرے ماہِ منیرؐ!
مَیں رو پڑوں نہ کہیں حالِ دل سناتے ہوئے

مِری حیات کی ویرانی دور کر دیں حضورؐ!
عطا مجھے بھی گلستاں ہوں لہلہاتے ہوئے

خدا کرے یہ مِرے لفظ موتی بن جائیں
برائے نعت، دعا ہے قلم اُٹھاتے ہوئے

بس آئینۂ مودّت کا عکس بن جاؤں
نبیؐ کی آل سے اشرف میں لَو لگاتے ہوئے



سب سے عالی مقام صَلِّ علیٰ
انبیاء کے امام صَلِّ علیٰ

دستِ رحمت میں پتھروں نے کیا
آپؐ ہی سے کلام صَلِّ علیٰ

شب ہے تیرہ ، سو روشنی بخشیں
میرے ماہِ تمام صَلِّ علیٰ

جو ، جہاں سے مدد کا طالب ہو
سب کے آتے ہیں کام صَلِّ علیٰ

جن کے شافع ہیں آپؐ ! لکھ لیجیے
اُن میں میرا بھی نام صَلِّ علیٰ

اشرف نقوی

ہے سہارا مِرا یہی نسبت
آپؐ کا ہوں غلام صَلِّ علیٰ

حشر کی پیاس میں عطا کرنا
ایک کوثر کا جام صَلِّ علیٰ

وقتِ رخصت بھی میرے لب پر ہو
بس درود و سلام صَلِّ علیٰ

آپؐ کا اُسوہ ہو مِرا رہبر
زندگی بھر مُدام صَلِّ علیٰ

میں کہ فانی ہوں اور مجھے اشرف
بخش دیں گے دوام صَلِّ علیٰ



یوں تو سب کا ہی مرے آقاؐ بھرم رکھتے ہیں
اپنے منگتوں پہ مگر دستِ کرم رکھتے ہیں

خیر مقدم کو چلی آتی ہے رحمت اُنؐ کی
جب بھی عشاق مدینے میں قدم رکھتے ہیں

نعت ہوتی ہے عطا جس کو تہجّد کے سمے
اِذنِ سرکارؐ سے ہم ایسا قلم رکھتے ہیں

اُن چراغوں کو ہوا کیسے بجھا سکتی ہے؟
جن کو دِیوانے سرِ طاقِ حرم رکھتے ہیں



ہے فقط اُنؐ کے لیے پیکرِ رحمت کا لقب
اپنی اُمت کا مِرے آقاؐ ہی غم رکھتے ہیں

عشق بھی اپنا الگ رکھتے ہیں دنیا بھر سے
اور محبوب بھی ہم شاہِ اُممؐ رکھتے ہیں

غم زمانے کے ہوئے اُن سے گریزاں اشرف
یادِ سرکارؐ میں جو آنکھ کو نم رکھتے ہیں





درودِ پاک بنا جب سے حرزِ جاں میرا
تبھی سے بزمِ ملائک میں ہے بیاں میرا

جب آپؐ ہی مرے رہبر ہیں دین و دنیا میں
تو کیسے راستہ بھولے گا کارواں میرا

ہوئی ہے چشمِ کرم یوں حضورؐ کی مجھ پر
حصارِ رحمتِ احمدؐ میں ہے مکاں میرا

میں ایک پیاس کا صحرا تھا عالمِ کُن میں
کرم سے آپؐ کے دریا ہے اب رواں میرا

اِک ایسا خواب مری آنکھ میں سمایا ہے
قرین مسجدِ نبوی ہے آشیاں میرا

میں ہوتا آپؐ کی مٹھی کا کلمہ گو کنکر
تو ذکر ہوتا سدا زیبِ داستاں میرا

مَیں کاش ہوتا زمین مدینہ کا ٹکڑا
پھر اُنؐ کے تلووں تلے ہوتا آسماں میرا

حضورؐ! آپؐ کی نسبت سے میں ستارہ ہوا
سو انتظار کرے کیوں نہ کہکشاں میرا

عطا ہوئی ہے مجھے نعتِ سرورِ عالمؐ
نصیب دیکھیے آ کر کھُلا کہاں میرا

مجھے حضورؐ نے اشرف وہ آگہی دی ہے
بدل دیا ہے یقیں میں ہر اِک گماں میرا





جو حُرمتِ شہِ دیں پر فِدا نہیں ہوتا
تو راضی اُس سے کبھی بھی خدا نہیں ہوتا

چراغِ عشقِ محمدؐ جبیں پہ روشن رکھ
کبھی ہواؤں سے گُل یہ دِیا نہیں ہوتا

حضورؐ! آپؐ کی رحمت سے جس کو نسبت ہے
وہ بے نوا کبھی بے آسرا نہیں ہوتا

خدا کے بعد بزرگی میں آپؐ یکتا ہیں
سو آپؐ جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اشرف نقوی



جہانِ ہستی میں رونق ہے آپؐ کے دم سے
نہ آپؐ ہوتے تو ظاہر خدا نہیں ہوتا

وہ خشک پیڑ ہوں صحرائے زیست کا آقاؐ!
کریں نہ آپؐ کرم تو ہرا نہیں ہوتا

شفیع جن کے رسولِ کریمؐ ہوں اشرف
اُنھیں ذرا سا بھی خوفِ سزا نہیں ہوتا



جس کے حامی حبیبِ خداؐ ہو گئے
سب ہی جنت کے در اُس پہ وا ہو گئے

اُنؐ کی چشمِ کرم جب سے ہم پر پڑی
ذرے سے ہم ستارہ نما ہو گئے

دو جہاں کی امیری ہمیں مل گئی
ہم جو آقاؐ کے در کے گدا ہو گئے

فاصلہ تھا فقط قابَ قوسین کا
جب وہؐ مہمانِ ربُّ العُلیٰ ہو گئے

اُن کی بخشش کا سامان ہوتا گیا
جن سے راضی مرے مُصطفیٰؐ ہو گئے

میرے لب پر درودوں کے گُل جب کِھلے
بادِ صرصر کے جھونکے صبا ہو گئے

بے نوا آپؐ کی پیروی کے طفیل
ایک عالم کے فرماں روا ہو گئے

نعت سرکارؐ کی جب سے کہنے لگا
مہرباں مجھ پہ صَلِّ عَلیٰ ہو گئے

جن کے ہاتھوں پہ محنت سے چھالے بنے
وہ سبھی دوستانِ خدا ہو گئے

بن کے آپؐ آئے جب رحمتِ دو جہاں
صاحبانِ حشم بے نوا ہو گئے

ہم جو اشرف تھے دنیا میں بے خانماں
ہم پہ رحمت ہوئی، کیا سے کیا ہو گئے



ہر سمت ہے اِک نور، معطّر سی ہوا ہے
یہ شہرِ محبّت ہے کہ جنت کی فضا ہے

جوت اِس کی بجھانے سے کبھی کم نہیں ہوگی
جو دل میں جلا ہے وہ مودّت کا دِیا ہے

اِک حرف بھی مَیں خود سے کبھی لکھ نہیں سکتا
ہے نعت کرم مولا کا ، آقاؐ کی عطا ہے

قربان کروں اس پہ نہ کیوں لعل و جواہر
جو اَشک تِری یاد میں آنکھوں سے بہا ہے

کوئی بھی بشر تجھ سا نہیں سیّدِ عالَمؐ!
تُو سب سے مکرّم ہے، تُو محبوبِ خدا ہے



ہے میرے لیے نُور تری سیرتِ اطہر
تُو ہادی ہے، رہبر ہے، تُو ہی راہ نما ہے

عالَم ہے منوّر فقط اِس کی ہی ضیا سے
لولاک کا جو تاج ترے سر پہ سجا ہے

سورج کی ہے تابانی ترے نُور کی جھلکی
مہتاب میں روشن رخِ انور کی ضیا ہے

مجھ جیسے گنہ گار کے دل میں تری اُلفت!
گویا کہ کسی دشت میں اِک پھول کِھلا ہے

کب سے ہے پسارے ہوئے دامانِ طلب کو
اشرفؔ تری چوکھٹ پہ گدا بن کے کھڑا ہے





اِک نُور کا ہالہ ہے، عقیدت کی فضا ہے
تقدیس کی ساعت میں وہی جلوہ نما ہے

افلاک سے دھرتی پہ ہے انوار کی بارش
ربِ نعت کی رِم جھم میں کرم بانٹ رہا ہے

آنکھیں ہیں تمنّائی تِری چشمِ کرم کی
اور دِل ترے دیدار کو بے تاب بڑا ہے

ہیں لب پہ ہواؤں کے درودوں کے ترانے
گلشن میں ہر اِک لالہ و گُل محوِ ثنا ہے

قرآں بھی تِری نعت کی صورت ہوا نازل
یہ عالَمِ کُن بھی تِری خاطر ہی بنا ہے

ہر وقت مِرے لب پہ رہے جاری خدایا!
اِک نامِ محمدؐ کہ جو مقبولِ دعا ہے

ہو جاؤں اَمر خاکِ مدینہ میں مَیں مل کر
دنیا میں مِرے آنے کی بس یہ ہی جزا ہے

مرنے کی خوشی اور فزوں ہونے لگی ہے
آئیں گے نبیؐ قبر میں، یہ جب سے سُنا ہے

سرکارؐ! اِدھر بھیجیں مدینے کی ہوا کو
شہروں میں مِرے پھیلی ہر اِک سمت ''وبا'' ہے

خوش بخت ہوں اشرف کہ عطا نعت ہوئی ہے
یہ خاص کرم آج کی شب مجھ پہ ہوا ہے





مِدحَت کے لفظ لفظ میں حُسنِ بیاں کا رنگ
نِکھرا ہوا ہے آج تو میری زباں کا رنگ

پھیلی ہوئی تھی جہل کی تاریکی ہر طرف
بعثت سے ایک اُمّی کی بدلا جہاں کا رنگ

اُنؐ کا کرم ہوا ہے تو سرسبز ہو گیا
چھایا ہوا تھا مجھ پہ وگرنہ خزاں کا رنگ

رب سے جب آگہی ہمیں بخشی حضورؐ نے
ڈھلنے لگا یقین میں ہر اِک گماں کا رنگ

اشرف نقوی



پڑھنے لگا درود تو برکت ہوئی عطا
ورنہ تھا میرے سُود پہ غالب زیاں کا رنگ

اُس کے تو جانیے کہ مقدّر سنور گئے
جس پر بھی چڑھ گیا ہے شہِ دو جہاںؐ کا رنگ

اشرفؔ جو چاہتے ہو درِ شہؐ پہ حاضری
اپنی دعا میں لاؤ ذرا سا فغاں کا رنگ





ہوئی یہ ہم کو بشارت عطا مدینے سے
کہ اپنے حق میں ہے آئی دعا مدینے سے

مجھے حضورؐ نے روضے پہ حاضری بخشی
مِلی درودوں کی ایسی جزا مدینے سے

جو رہنمائی ہو درکار اُنؐ کی سیرت سے
تو مانگ لیجیے نُورِ ہُدیٰ مدینے سے

بقیع ، مولا کرے کہ ہمارا مدفن ہو
نہ آنے دے ہمیں واپس قضا مدینے سے

جو گھر میں محفلِ میلاد ہم مناتے ہیں
تو آنے لگتی ہے ٹھنڈی ہوا مدینے سے

اشرف نقوی

مریضو! اِسمِ محمدؐ علاجِ ہر غم ہے
ملے گی تم کو دوا اور شفا مدینے سے

عزیز جان سے مکّہ بھی ہے ہمیں، لیکن
مگر ہے عشق محمدؐ سے یا مدینے سے

خُدا کا قُرب تو بس وہ ہی لوگ پاتے ہیں
کہ جاں سے بڑھ کے کریں جو وفا مدینے سے

سوالی جاتے ہیں اِس در سے جھولیاں بھر کر
نہ لَوٹا کوئی بھی خالی گدا مدینے سے

بھٹک رہا تھا خدا کی تلاش میں اشرف
مگر مِلا اِسے، اُس کا پتا مدینے سے





ہر مکان و مکیں پہ دیکھی ہے
خوش نصیبی یہیں پہ دیکھی ہے

مِیں نے دیکھی ہے مسجدِ نبوی
یعنی جنت زمیں پہ دیکھی ہے

جُز محمدؐ خدا کے بعد افضل
ایسی ہستی کہیں پہ دیکھی ہے؟

ہم نے ہر اِنتہائے جود و کرم
درِ مولائے دیں پہ دیکھی ہے

ربّ کی جانب سے بارشِ انوار
ہم نے اِس سرزمیں پہ دیکھی ہے

نعت آقاؐ کی ہم نے لکھی ہوئی
لَوحِ عرشِ بریں پہ دیکھی ہے

مُہر اشرف غلامیٔ شہؐ کی
مَیں نے اپنی جبیں پہ دیکھی ہے



شاہِ دنیا و دین صَلّ علیٰ
ہر حسیں سے حسین صَلّ علیٰ

بُت گمانوں کے توڑ دیتا ہے
ایسا کامل یقین صَلّ علیٰ

کون ، جو اس مقام تک پہنچے؟
بس رسولِؐ امین صَلّ علیٰ

آسماں بھی درود میں مشغول
پڑھ رہی ہے زمین صَلّ علیٰ

وجہِ تخلیق کائنات وہی
جو ہے بوری نشین صَلِّ عَلیٰ

چاند سورج میں نُور ہے اُنؐ کا
وہ ہیں ماہِ مُبین صَلِّ عَلیٰ

تاجدارِ رُسُل ، رسول اللہؐ
فخرِ دین متین صَلِّ عَلیٰ

تیری بگڑی بنائیں گے اشرف
بے کسوں کے معین صَلِّ عَلیٰ





مِرے نبیؐ کا کرم بے شمار مجھ پر ہے
خزاں رسیدگی میں بھی بہار مجھ پر ہے

ہوں خوش نصیب کہ آلِ نبیؐ سے نسبت ہے
سو اِس خوشی کا ابھی تک خمار مجھ پر ہے

مَیں جب سے نعتِ رسالت مآب لکھنے لگا
نگاہِ رحمتِ پروردِگار مجھ پر ہے

بنے گا میرے لیے وہ وسیلہ بخشش کا
رہِ مدینہ کا جتنا غبار مجھ پر ہے

اشرف نقوی

مجھے ستارہ کریں یا بنائیں خاک مجھے
وہ جو بھی چاہیں، اُنھیںؐ اختیار مجھ پر ہے

نہیں ہے کوئی عمل میرے کیسۂ جاں میں
پہ مہربان مِرا شہریار مجھ پر ہے

میں خشک پیڑ تھا اِک ریگ زار کا اشرف
کرم سے آقاؐ کے، اب برگ و بار مجھ پر ہے





نہ ہو زمین سے نسبت، نہ آسماں سے مجھے
رہے لگاؤ فقط تیرے آستاں سے مجھے

ہے تُو ہی نُور ازل کا بھی اور ابد کا بھی
یہی ملی ہے خبر رازِ کُن فکاں سے مجھے

جہانِ وہم و گماں میں ہے بس حقیقت تُو
اِسی یقیں نے بچایا ہے ہر گماں سے مُجھے

مَیں خاک زادہ ہوں لیکن تری عطاؤں نے
اُٹھا زمیں سے، ملایا ہے کہکشاں سے مجھے

وہ ایک نم جسے عشقِ رسولؐ کہتے ہیں
خدا کرے، وہ ملے تیرے آستاں سے مجھے

کِھلے ہوئے ہیں مرے دل میں گُل مودّت کے
نہیں ہے خوف کوئی موسمِ خزاں سے مجھے

بھٹک رہا ہوں غموں کی اُجاڑ وادی میں
نکال لینا تُو ہی دشتِ بے اَماں سے مجھے

ترِے کرم سے کہانی میں اب بھی شامل ہوں
نکال دیتا جہاں ورنہ داستاں سے مجھے

ہے اِس کے سینے پہ مکّہ بھی اور مدینہ بھی
اِسی لیے تو علاقہ ہے خاکداں سے مجھے

فروزاں جب سے ہُوا میرے دل میں عشق ترِا
ستارے ملنے کو آتے ہیں آسماں سے مجھے

درود بھیجا نبیؐ کی ذات پر اشرف
سلام آئے نہ جانے کہاں کہاں سے مجھے



مانگی ہے بھیک جب درِ خیرالانامؐ سے
دولت کرم کی مجھ کو مِلی اہتمام سے

مُجھ کو مِلا غلامئ احمدؐ کا یوں شرف
میں خاص ہوگیا ہوں ہر اِک خاص و عام سے

جب سے کیا ہے ذکر پسینے کا شاہؐ کے
خوشبو گُلوں کی آتی ہے میرے کلام سے

کایا پلٹ دی میری نگاہِ رسولؐ نے
مَیں بن گیا ستارہ نما خاکِ خام سے

اشرف نقوی

مانگو خدا سے، دے کے محمدؐ کا واسطہ
بگڑے بنیں گے کام فقط اُنؐ کے نام سے

مَیں نے فقط درود پڑھا تھا بوقتِ مرگ
آئے فرشتے لینے بڑے اہتمام سے

جب سے چراغِ عشقِ نبیؐ دل میں جل اُٹھا
اشرف غرض نہیں ہے مجھے صبح و شام سے





آپؐ کے جو غلام ہیں آقاؐ
وہ جہاں کے اِمام ہیں آقاؐ

میرے دامن میں نذر کرنے کو
بس درود و سلام ہیں آقاؐ

میری ہستی کی تیرہ شب کے لیے
آپؐ ماہِ تمام ہیں آقاؐ

مشعلِ راہ سیرتِ اطہر
نقش ، نقشِ دوام ہیں آقاؐ

اشرف نقوی

آپ سرور ہیں، آپؐ ہی رہبر
آپؐ خیرالانام ہیں آقاؐ

اِک پیالہ عطا ہو کوثر سے
ہم بہت تشنہ کام ہیں آقاؐ

اپنی قسمت پہ کیوں نہ رشک کریں
آپؐ کے ہم غلام ہیں آقاؐ

اِن کو تاثیر کچھ عطا کیجئے
لفظ اشرف کے خام ہیں آقاؐ





جب بزمِ کائنات میں لایا گیا مجھے
کلمہ مِرے نبیؐ کا پڑھایا گیا مجھے

اُس دن سے میری آنکھ شبستانِ نُور رہے
جس دن سے وہ جمال دِکھایا گیا مجھے

بھٹکا میں جب کبھی بھی گناہوں کے دشت میں
ہر بار سیدھی راہ پہ لایا گیا مجھے

ہر گام پر مجھے یوں سہارا دیا گیا
گرنے سے پیشتر ہی اُٹھایا گیا مجھے

اشرف نقوی

ذِکرِ رسولِ پاکؐ سے روشن رکھا گیا
یادِ شہِ شہاںؐ سے سجایا گیا مجھے

اِک بےنوا شجر تھا مَیں دشتِ حیات میں
اُنؐ کا کرم! خزاں سے بچایا گیا مجھے

کی میری دستگیری فقط اُنؐ کی ذات نے
دنیا میں بارہا جو ستایا گیا مجھے

اشرفؔ مجھے تو اپنے مقدّر پہ ناز ہے
اُنؐ کا غلام کہہ کے بلایا گیا مجھے





جس دل میں نور آپ ؐ کا اُترا ہے یا نبیؐ!
وہ دل نہیں ہے، عرشِ معلّٰی ہے یا نبیؐ !

صبحِ ازل سے پہلے جو چمکا تھا عرش پر
روشن وہ آپ ؐ ہی کا ستارہ ہے یا نبیؐ !

دنیا میں بن کے آئے ہیں آپؐ آخری رسول
رتبے میں نام آپ کا پہلا ہے یا نبی!

ہے آپؐ ہی کے نور کی ادنیٰ سی اِک جھلک
شمس و قمر میں یہ جو اُجالا ہے یا نبیؐ !

اشرف نقوی

اِس نے لیا ہے مجھ کو ہمیشہ امان میں
مجھ پہ کرم کا آپؐ کے، سایہ ہے یا نبیؐ!

ویران و بے گیاہ دیارِ حیات میں
مجھ کو بس آپؐ ہی کا سہارا ہے یا نبیؐ!

رنج و الم تمام ہوں اشرف کے دل سے دور
یہ التجا ہے، بس یہ تمنّا ہے یا نبیؐ!







یونہی جو آپ رہیں مجھ پہ مہرباں آقاؐ!
تو کوئی غم مرے دل میں رہے کہاں آقاؐ!

ہے آپؐ ہی کا کرم، آپؐ کی عنایت ہے
میں بے نشان ہُوا صاحبِ نشاں آقاؐ!

بس ایک بار مجھے اِذنِ حاضری بخشیں
نہ میری زیست چلی جائے رائیگاں آقاؐ!

کُچھ اِس طرح میں قدم بوسی کا شرف پاؤں
کہ خاکِ طیبہ میں مل جائیں جسم و جاں آقاؐ!



تمھارا عشق اگر میرا حرزِ جاں ٹھہرے
مِرا بھی ذکر رہے زیبِ داستاں آقاؐ!

میں کم نصیب نہیں ہوں ، نصیب والا ہوں
ہے مجھ پہ آپؐ کی رحمت کا سائباں آقاؐ!

تمھاری یاد میں جو اشک آنکھ سے نکلیں
سلام اُن کو کرے کیوں نہ کہکشاں آقاؐ!

ستانے والوں کو ہر دم دعائیں دیتی ہے
بہت حلیم و کریم آپؐ کی زباں آقاؐ!

اُجاڑ دشت کی صورت تھی ذات اشرف کی
تمھی نے اِس کو بنایا ہے گلستاں آقاؐ!





شاہِ کون و مکاں کی رحمت سے
دل یہ سرشار ہے محبّت سے

ایسے دربار میں کھڑا ہوں جہاں
آنکھ اُٹھتی نہیں عقیدت سے

اپنی کوتاہیوں پہ شرمندہ
پانی پانی ہوں میں ندامت سے

چشمِ رحمت ہو میرے لوگوں پر
دل ہیں اِن کے تہی مروّت سے



اُن کے اعمال سب اکارت ہیں
وہ جو غافل ہیں تیری حرمت سے

آپؐ کے در کی بھیک ہے پیاری
مجھ کو جاہ و حشم سے، ثروت سے

قبر میں بھی درود پڑھتے ہوئے
میں مشرف رہوں زیارت سے

لفظ ایسے مجھے عطا کیجئے
جو بھرے ہوں اثر کی دولت سے

آقاؐ! بھر دیجیے مِرا کاسہ
آلِ اطہار کی مودّت سے

نعت لکھتا ہوں دل سے مَیں اشرف
گرچہ واقف نہیں ہوں مِدحت سے





شام و سحر کو میرے اُجالوں سے بھر دیا
مجھ بے ہُنر کو اعلیٰ کمالوں سے بھر دیا

اپنی ثنا کی مجھ کو سعادت اُنھوں نے دی
اِس ذہن نارسا کو خیالوں سے بھر دیا

یہ کائنات پہلے تو بے رنگ و روپ تھی
حُسنِ نبیؐ نے اِس کو جمالوں سے بھر دیا

اُن کی عطائے خاص ہے یہ نُورِ آگہی
بابِ دیارِ علم کمالوں سے بھر دیا

میرے رسولؐ اعلیٰ ہیں خُلق عظیم میں
اُن کو خدا نے اُن کی مثالوں سے بھر دیا

اشرف ابد نشاں ہے جو سیرت نبیؐ کی ہے
قرآں کو رب نے اُن کے حوالوں سے بھر دیا





کرم وہ اپنے غلاموں پہ بے شمار کریں
وہ جس کو چاہیں زمانے کا تاجدار کریں

نصیبِ اہلِ عرب کو سنوارنے والے!
ہمارے دشتِ عجم کو بھی مرغزار کریں

خزاں رسیدہ چمن ہوں، کِھلائیں گُل مجھ میں
مِرے حضورؐ! مجھے آپؐ پُر بہار کریں

اندھیری راہ کا بھٹکا ہوا مسافر ہوں
اُجالا دل میں مِرے، میرے شہریار کریں

یہی تقاضا ہے عشقِ رسولؐ کا اشرف
ہم اپنے آقاؐ کی حُرمت پہ جاں نثار کریں





میرا ہے ایمان نبیؐ جی!
آپؐ کی اُونچی شان نبیؐ جی!

آپ کو بھیج کے سوہنے رب نے
ہم پہ کیا احسان نبیؐ جی!

آپؐ ہیں خُلق میں سب سے بہتر
شاہد ہے قرآن نبیؐ جی!

تاج ہے آپؐ کا ختمِ نبوت
نبیوں کے سُلطان نبیؐ جی!

شافعِ محشر ، ساقئ کوثر
ہر دکھ کا درمان نبیؐ جی!

جبرائیل بھی آپؐ کے در کا
اِک ادنیٰ دربان نبیؐ جی!

فخر ہے، کچھ دن آپؐ نے رکھا
مجھ کو بھی مہمان نبیؐ جی!

اشرف نقوی



آپؐ ہی مجھ کو کلمہ پڑھانا
جب یہ نکلے جان نبیؐ جی!

ہر کمزور کا عزت دے کر
آپؐ نے رکھا مان نبیؐ جی!

آپؐ پہ صدقے، آپؐ پہ واری
میری جند اور جان نبیؐ جی!

دل کے پھول کھلا دیتی ہے
آپؐ کی اِک مُسکان نبیؐ جی!

صَلِّی اللہ علیہ وسلّم
پڑھتا رہوں ہر آن نبیؐ جی!

آپؐ کے در کا منگتا ہونا
میری ہو پہچان نبیؐ جی!

حشر میں اشرف کی بخشش کا
کر دیجئے سامان نبیؐ جی!





اُمّت پر ہر آن نبیؐ جی!
کیجیے گا احسان نبیؐ جی!

میرے دیس کے ہر باسی کی
مشکل ہو آسان نبیؐ جی!

غربت اور افلاس کے ہاتھوں
مرنے لگے انسان نبیؐ جی!

تیرگی میں کم ہونے لگا ہے
روشنی کا اِمکان نبیؐ جی!

لگنے لگی ہے دنیا اب تو
محشر کا میدان نبیؐ جی!

مانگ رہے ہیں حاکم ہم سے
سانسوں پر تاوان نبیؐ جی!

چھین رہے ہیں ظالم حاکم
زیست کا ہر سامان نبیؐ جی!

دکھ کی بات ہے، ہر مسلم نے
چھوڑ دیا قرآن نبیؐ جی!

بدکاری میں حد سے بڑھ کر
بن گئے سب حیوان نبیؐ جی!

پھر بھی ہم پہ چشمِ کرم ہو
رحم ہے آپؐ کی شان نبیؐ جی!

اپنے پرائے بھی ہیں اب تو
اشرف سے انجان نبیؐ جی!





گھرا ہوں ظلمتِ عصیاں میں ، روشنی دیجئے
حضورؐ ! مجھ کو بھی احساسِ زندگی دیجئے

مِری حیات کے تپتے جُھلستے صحرا کو
ہوا بہار کی ، گلشن کی تازگی دیجئے

ہوا کے ہاتھ جو بھیجوں درود نذرانہ
یہ التجا ہے اِسے اِذنِ حاضری دیجئے

عطا دِلوں کو محبّت کا نورِ کامل ہو
حضورؐ! حُبِّ علیؑ ، فقرِ بوذریؓ دیجئے

اشرف نقوی

ہم اہلِ حق ہیں کہ نسبت ہے اہلِ کربل سے
سو اِس وسیلے سے باطل پہ برتری دیجئے

نہ مانگوں دولتِ دنیا نہ باغ جنّت کے
بروزِ حشر فقط اپنی ہمرہی دیجئے

یہ بے زبان سا عجمی غلام ہے اشرف
عرب کے شاہا! اِسے بھی سُخن وری دیجئے



دل میں اُترتے نور کے ہالوں کی بات کر
تُو تیرگی نہ دیکھ ، اُجالوں کی بات کر

جن کا نہیں تھا سایہ، اُنھی کے ہوں سائے میں
اب مجھ سے دھوپ کے نہ حوالوں کی بات کر

یکتا ہیں، بے مثال ہیں، اُن سا نہیں کوئی
وہ کیا تھے، کیا ہیں، کچھ نہ مثالوں کی بات کر

یہ شہرِ مصطفیٰؐ ہے ، یہاں سر کے بل ہی آ
گر عشق ہے، نہ پاؤں کے چھالوں کی بات کر

ذِکرِ نبیؐ سے بڑھتی ہے وسعت خیال کی
اُنؐ کی ہی یاد ، اُنؐ کے خیالوں کی بات کر

اے جسمِ بے اماں ! تُو فصیلِ اماں میں ہے
ہو بے خطر ، جہاں سے ازالوں کی بات کر

اشرف وہ معتبر ہیں جو نعتِ نبیؐ کہیں
اُن کے ہُنر ، اُنھی کے کمالوں کی بات کر



میرے خیال و فکر کا محور بدل گیا
میں نے کہی جو نعت، مقدّر بدل گیا

جس نے بھی تھامی سیرت و سُنت رسولؐ کی
اُس کا نصیب دیکھیے، یکسر بدل گیا

سوتے میں ہو رہی تھی مدینے میں حاضری
ٹوٹا جو میرا خواب تو منظر بدل گیا

ملتی ہے مجھ کو گنبدِ اخضر سے روشنی
اِس روشنی سے ہی مَیں سراسر بدل گیا

تھے منتظر اشارے کے سورج بھی چاند بھی
انگشت اُنؐ کی اُٹھ گئی، منظر بدل گیا

ہے یہ درودِ پاک کی برکت کا معجزہ
سینے میں جو پڑا تھا وہ پتھر بدل گیا

اشرف تھی میری زیست کسی دشت کی طرح
میں خار تھا، سو گُل میں یہ پیکر بدل گیا





سُن لیجیے آقا ﷺ جی یہ فریاد ہماری
اب زیست بھی ہونے کو ہے برباد ہماری

گھیرے ہوئے ہم کو ہیں عجب خوف کے سائے
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اُفتاد ہماری

تاریکیاں مایوسی کی چھائی ہیں دِلوں پر
ویرانیاں پھرنے لگیں آزاد ہماری

شرمندہ بھی ، نادم بھی ہیں اعمال پہ اپنے
عاصی ہمیں ثابت کریں اسناد ہماری

اشرف نقوی

C 7/6/2024 3:06 PM PAGE 118 (1,1)



رحمت کی نظر ، رحمتِ عالمؐ ! ہو زمیں پر
ہر بستی کو کر دیجیے آباد ہماری

دجّال کے فِتنوں میں گھرے جاتے ہیں ہم لوگ
مُشکیں لگے کسنے کئی صیّاد ہماری

تدبیریں سبھی ہاری ہیں تقدیر کے ہاتھوں
اپنے ہی گلے پڑ گئی ایجاد ہماری

ہم آپؐ کے ہیں اُمّتی ، گرچہ ہیں گُنہ گار
کچھ آپؐ ہی آقاؐ ! کریں اِمداد ہماری





محفل میں جب میں نعت سُناتا چلا گیا
اِک نور سب کے دل میں جگاتا چلا گیا

ذِکرِ نبیؐ نے مجھ کو وہ تسکین دی کہ مَیں
دنیا کے سب دکھوں بھلاتا چلا گیا

اُس کے تو جان لیجئے، مقدّر سنور گئے
یادِ نبیؐ سے لَو جو لگاتا چلا گیا

آقاؐ کریں گے اُس کی شفاعت بھی بالیقین
سیرت کو حرزِ جاں جو بناتا چلا گیا

اشرف نقوی



بھرتی ہیں سب کی جھولیاں، تُو مانگ کر تو دیکھ
مُژدہ یہ اِک فقیر سُناتا چلا گیا

مجھ پر کرم خدا کا ، نبیؐ کی عطا ہوئی
لب پر مِرے درود جو آتا چلا گیا

محشر میں جب گزارا گیا پل صراط سے
مجھ کو درود راہ دِکھاتا چلا گیا

اعزاز جو غلامیٔ احمدؐ کا مل گیا
اشرف خوشی سے جھومتا گاتا چلا گیا





اے کاش مستقل مجھے آقاؐ کا در ملے
ہمسائیگیِ گنبدِ خضریٰ میں گھر ملے

زادِ سفر سوائے درودوں کے کچھ نہیں
پھر بھی یہ آرزو ہے کہ اِذنِ سفر ملے

میں نے درود پڑھتے ہوئے دیکھے سر بسر
مجھ کو رہِ مدینہ میں جتنے شجر ملے

مجھ کو گدازِ عشقِ نبیؐ مولا ! ہو عطا
یادِ رسولِؐ پاک میں یہ آنکھ تر ملے

اشرف نقوی

وہ بے خودی ملے کہ رہوں خود سے بے خبر
پہنچوں ترے حضور تو اپنی خبر ملے

اِک نعت کا وسیلہ سبب ہے نجات کا
سو التجا ہے ، میرے سخن کو اثر ملے

تیرہ شبی میں جہل کی ہم لوگ غرق ہیں
اب تو حضورؐ ! ہم کو بھی نُورِ سحر ملے

اشرف بوقتِ مرگ ہو کلمہ نصیب میں
اور قبر میں زیارتِ خیرالبشرؐ ملے



سحر کو نُور ، ستاروں کو روشنی دی ہے
نبیؐ کے حُسن نے ہر شَے کو دل کشی دی ہے

مِرے نبیؐ نے کرم یوں کیا غلاموں پر
کہ بے نواؤں کو شاہوں پہ برتری دی ہے

کرے وہ ناز مقدّر پہ جس قدر کم ہے
جسے مدینے میں آقاؐ نے جھونپڑی دی ہے

یہ زیست میری کسی دشت کا نمونہ تھی
اِسے حضورؐ نے گلشن کی تازگی دی ہے

ستارے میرے مقدّر پہ کیوں نہ رشک کریں
مہِ عربؐ نے مجھے ایسی روشنی دی ہے

مدینہ خواب میں کچھ اِس طرح سے آیا ہے
لگا یہ جیسے کہ روضے پہ حاضری دی ہے

بسر ہو کاش ثنائے رسولؐ میں اشرف
خدائے پاک نے مجھ کو جو زندگی دی ہے





خوابوں میں کبھی جس کے مدینہ نہیں آیا
سمجھو، اُسے سونے کا قرینہ نہیں آیا

گر آنکھ نہ ہو اشک فشاں یادِ نبیؐ میں
دل میں بھی محبت کا خزینہ نہیں آیا

آقاؐ ہیں مرے ایسے سخی جن کے لبوں پر
سائل کے لیے بھولے سے بھی نہ نہیں آیا

حسرت ہے کہ ذی الحج میں ترے در پہ گزاروں
لیکن مجھے لینے کو سفینہ نہیں آیا

یارب! ہو عطا پیرویِ سیرتِ احمدؐ
اقرار ہے مجھ کو، مجھے جینا نہیں آیا





یہ بھی آقاؐ کی ہے عطا ہم پر
بابِ رحمت کا کُھل گیا ہم پر

مہرباں مصطفیٰؐ کے ہونے سے
ہو گیا مہرباں خدا ہم پر

اُمّتی ہیں رسولِ اکرمؐ کے
اِس سے بڑھ کر کرم ہو کیا ہم پر

جن پہ مولا بھی خود درود پڑھے
اُنؐ کی لازم ہوئی ثنا ہم پر

عشقِ احمدؐ کی جب سے مَے پی ہے
چھا رہا ہے عجب نشہ ہم پر

اِسمِ احمدؐ کی برکتوں کے طفیل
ٹل گئی ، آئی جو بلا ہم پر

اُنؐ سے نسبت ہے اِس لیے اشرف
در ہے جنت کا وا ہُوا ہم پر



جب تک ہیں میرے سر پہ شہِ دوسراؐ کے ہاتھ
مجھ تک کبھی پہنچ نہ سکیں گے فنا کے ہاتھ

کرتے ہیں آپؐ جو بھی عمل، ہوتا ہے وحی
یعنی کہ ہاتھ آپؐ کے ہیں کبریا کے ہاتھ

بخشش ضرور ہوگی مِری، مجھ کو ہے یقین
اُٹھیں گے میرے حق میں جو خیرالوریٰؐ کے ہاتھ

اس کو بھی آقا! دیجیے اِذنِ قبولیت
بھیجوں اگر درودوں کی ڈالی ہوا کے ہاتھ

میں یوں حصارِ رحمتِ عالمؐ میں آ گیا
چھو سکتے ہی نہیں مجھے موجِ بلا کے ہاتھ



میں پنجتنی ہوں، آلِ عبا کا ہوں نسبتی
"دیکھے تو مجھ کو نارِ جہنم لگا کے ہاتھ"

میں نے جو نعت لکھی ہے رحمت کی رات میں
اِس کو مدینے بھیجوں گا بادِ صبا کے ہاتھ

وقتِ نزع جو لب پہ درود و سلام ہو
مِثلِ گلاب لگتے ہیں اشرف قضا کے ہاتھ



اگر میں ہاتھ اُٹھاؤں کبھی دعا کے لیے
درود لب پہ رہے جاری مصطفیٰ ﷺ کے لیے

ہماری آنکھ میں ہے نورِ گنبدِ خضریٰ
یہی وسیلہ ہے کافی ہمیں ضیا کے لیے

یہ زندگی ہے ہمیں اِس لیے خدا نے دی
کہ اِس کو وقف کریں شاہِ دوسرا کے لیے





رحمتِ دو جہاں، شاہِ کون ومکاں، میری دنیا و دیں ہے فقط آپؐ سے
زندگی میں مری رونقیں آپؐ سے، اور یہ روشن جبیں ہے فقط آپؐ سے

میں کہ صحرا کا تھا سوختہ سا شجر، پڑ گئی مجھ پہ آقاؐ کی ایسی نظر
مجھ کو سرسبز و شاداب پل میں کیا، میری پُرنم زمیں ہے فقط آپؐ سے

آپؐ عرشِ بریں کے ہیں مہماں بنے، آپؐ ہی جن و انسان کی جاں بنے
آپؐ ختمِ نبوت کے ہیں تاجور، حق کا جگمگ نگیں ہے فقط آپؐ سے



کہتا ہوں سچ، وہ بات جو حق الیقین ہے
ماہِ عربؐ ہی خُلق کا ماہِ مُبین ہے

ہر ایک پہ تو سجتا نہیں یہ حسیں لقب
اشرف مرا رسولؐ ہی صادق، امین ہے



علم و عرفان کسی کی میراث نہیں اور نہ ہی یہ محض اکتسابی ہے۔ یہ خداداد صلاحیت، بلکہ نعمت ہے کہ جس انسان پر ربِّ کائنات مہربان ہوتا ہے، اُسے شیریں سُخنی سے نواز دیتا ہے۔ شاعری عطیۂ خداوندی ہے جس کے مستحق صرف منتخب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ گزشتہ صدی کے نویں عشرے میں منظرِ عام پر آنے والے اُردو شعراء میں اشرف نقوی کا شمار اُردو شاعری، بالخصوص اُردو غزل کے نمائندہ شاعر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ ان کے اسلوب کی برجستگی، بحروں کا انتخاب، ردیف و قافیے کی نُدرت، مصارع کی چُستی اور مضامین کا تنوّع انھیں اپنے ہم عصروں میں نمایاں کرتا ہے۔ اب قدرت ان پر مزید مہربان ہوئی تو وہ حمد و نعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ حمد و نعت لکھنا بجائے خود شعری پل صراط پر چلنے کا عمل ہے، یہ شاعری بھی ہے اور عقیدت و محبت بھی۔ ہمارے ہاں اکثر شعراء کے ہاں شاعری رہ جاتی ہے یا محض عقیدت، لیکن اشرف نقوی کو خالقِ کائنات اور محبوبِ کائنات نے شعر و سخن اور عقیدت و محبت میں توازن بخشا ہے، چنانچہ ان کے زیرِ نظر مجموعے میں ان کی ریاضت اور عشق و مستی دونوں ایک ایسی سطح کو چھو رہے ہیں، جس تک پہنچنے کی آرزو بیشتر آرزو ہی رہ جاتی ہے اور شاعر کہیں فضا میں معلّق رہ جاتا ہے۔ اشرف نقوی نے فنِ شاعری پر اپنی دسترس کو ہر سطح پر ثابت کیا ہے اور ان کے بیشتر اشعار احساس دلاتے ہیں کہ ان کے لیے حمد و نعت میں مزید امکانات موجود ہیں اور اگر وہ اِس راہ پر مسلسل گامزن رہے تو وہ محسن کاکوروی، ظفر علی خاں، احمد رضا خاں، حفیظ تائب، ماہر القادری اور نعیم صدیقی کے قافلے سے جا ملیں گے۔ پھر بات تو محض اذن کی ہے اور کیا بعید کہ اس حافظِ قرآن شاعر کو اِذنِ حضوری نصیب ہو جائے تو یہ مستقبل میں ثنائے الٰہی اور مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تازہ کاروں کا سالار قرار پائے۔

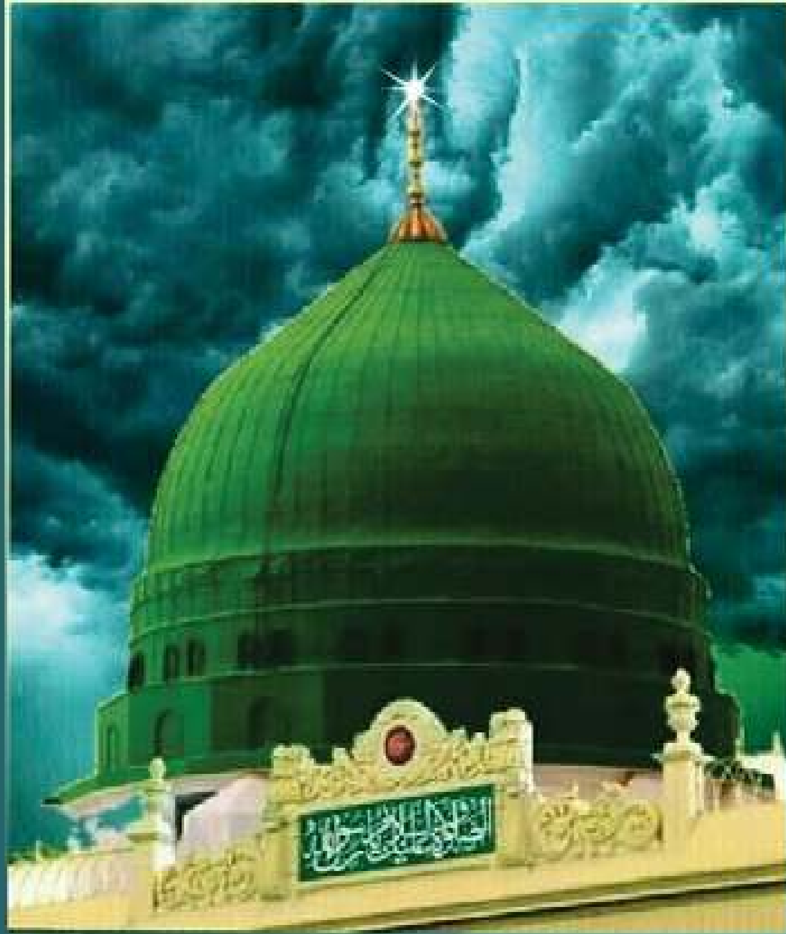
پروفیسر ڈاکٹر خالد ندیم

ایسوسی ایٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف سرگودھا



اذنِ حضوری

(نعتیہ مجموعہ)



سیدہ روبینہ بخاری

اذنِ حضوری

سیدہ روبینہ بخاری







سیدہ روبینہ بخاری تین دہائی پیشتر غزل و نظم نگاری کے ذریعے میدان ادب میں داخل ہوئیں، اس دوران انھوں نے افسانے بھی لکھے۔ اُن کی نظمیں اور افسانے اُردو کے موقر جرائد میں بھی گاہے گاہے شائع ہوتے رہے ہیں مگر اس کے باوجود انھوں نے اپنے مجموعہ کی اشاعت کے حوالے سے نعت گوئی کو اپنی اولین شناخت بنانے کو ترجیح دی ہے۔ اُن کا یہ عمل بذات خود ان کے ہاں موجود جذبہ عشقِ مصطفیٰؐ کی دلیل ہے۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔ "اذنِ حضوری" کی نعتوں میں موجود خلوص، سلاست اور روانی اس امر کی غماز ہے کہ یہ نعتیں دل سے نکلی ہوئی صدا ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بقول اقبال:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میں دعا گو ہوں کہ اس گلدستہ عقیدت کو دربارِ نبویؐ میں قبولیت کا شرف حاصل ہو اور یہ شاعرہ کے لیے توشہ آخرت ثابت ہو۔

ارشد نعیم

مدیر سہ ماہی "صحیفہ" لاہور

فرح پبلی کیشنز شیخوپورہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذنِ حضوری

سیّدہ روبینہ بخاری

Book Narme: Izn e Huzoori

Type of Book: Poetry (Hamd & Naat, Manqabat)

Poetess: Syeda Rubina Bukhari

Publishing Year: 2024

Number of Copies: 500

Pric: Rs. 500/-

Publishing By: Asghar Ali Javed

Farah Publications, Sheikhupura

نام کتاب: اِذنِ حضوری (حمد و نعت، منقبت)

شاعرہ: سیّدہ روبینہ بخاری

سالِ اشاعت: 2024

ایڈیشن: اوّل

اہتمام: اصغر علی جاوید، فرح پبلی کیشنز، شیخوپورہ

مشینی خطاطی: حسنین احمد نقوی 0342-4452370

تعداد: 500

ہدیہ: 500/-

فرح پبلی کیشنز، طارق روڈ، شیخوپورہ

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

والدِ محترم سیّد محمد حمید حسین بخاری

اور

والدہ محترمہ سیّدہ احمد النّساء

کے نام

حُسنِ ترتیب

عشق و عرفان لفظوں کی صورت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن۔

نعتِ رسول ﷺ درحقیقت توفیقِ الٰہی اور انعامِ الٰہی کا بیّن ثبوت بھی ہے اور درخشاں باب بھی۔

نعتِ رسول ﷺ میں کس کا کتنا حصّہ ہے یہ بھی تقدیرِ الٰہی پر منحصر ہے۔ اللہ عزّوجل اپنے حبیب ﷺ کی کس سے کب، کتنی مدح سرائی کرانا چاہتا ہے یہ منشائے الٰہی پر ہی موقوف ہے اور اِسی کو بہت بہترین پیرائے میں سیّدہ روبینہ بخاری صاحبہ نے اپنے کلام میں پیش فرمایا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محترمہ کا شعر ملاحظہ فرمائیے:

جب سے ہے ذہن و دل پہ محمدؐ کا اسم نقش تاریکیاں مٹا دیں ضیائے حضورؐ نے

قربان جاؤں کس چابک دستی سے کہا گیا ہے کہ دونوں مصرعے خوب روشن اور مہک دار لگ رہے ہیں۔ جب الہام کی رِم جھم سطحِ ذہن پر ہوتی ہے تب اِسی طرح عشق و عرفان لفظوں کی صورت کھل اُٹھتے ہیں۔ یہ محبوب سے غایت درجہ محبت کا ہی ثمرہ ہوتا ہے۔ جب محبوب کا خیال بانکا سوار بن کر باغِ ثنا میں قدم رکھتا ہے تو کچھ الفاظ شگفتہ گُل تو کچھ بھنورے بن جاتے ہیں۔ عجیب کیف آور مستانی ہوائیں دل کے کوچے سے گنگناتی، گزرتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں جس سے روح سرشار ہو جاتی ہے۔ اور پھر مشیّت بکھرے، اُلجھے اور بوسیدہ، پراگندہ خیالات کو دل و دماغ سے کُھرچ کر پھینک دیتی ہے اور سوز وگداز سے بھر دیتی ہے۔ رِقتیں جسم کے ریشوں سے ہوتی ہوئی روح کے تن عرفان تک جا پہنچتی ہیں اور عاشق زار کے اشکوں میں خونِ دل شامل ہو کر بہنا شروع کر دیتا ہے۔ تب کہیں جا کر عاشق لذّتِ فراق سے روشناس ہوتا ہے۔ ایسے عالم میں جو کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے

اور الفاظ کا جامہ پہن کر احساسات رونما ہوتے ہیں وہی نعتِ مقدس کہلاتے ہیں ۔مخدومہ کا ہر شعر ماشاءاللہ خوب ہے ۔ یہ شعر دیکھیے:

رخ موڑا آفتاب کا اور ماہتاب کے   دولخت کر کے پھر سے ملائے حضورؐ نے

ماشاءاللہ، سبحان اللہ، سیّدہ صاحبہ کے فن پارے خوب درخشاں ہیں ۔محترمہ کا شعری سفر بتدریج عروج و اِرتقاء کی طرف جاری و ساری ہے ۔ لہجے کی شائستگی اور فنّی لطافتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں ۔مضمون آفرینی قابل رشک ہے ۔آمد آمد کا خوب جلوہ ہے ۔اور یہی چیز ایک شاعر یا شاعرہ کا خاصہ ہوتی ہے ۔ یہ شعر بطور تمثیل ملاحظہ فرمائیں کس قدر سادگی سے کہا گیا ہے ۔جو کہ روح کی گہرائیوں میں اُترتا ہوا محسوس ہوتا ہے:

حضورؐ! آپؐ کی چشمِ کرم کا صدقہ ہے   ہمیشہ آپؐ کو موضوعِ گفتگو رکھنا

واہ واہ۔۔۔۔۔۔زندہ باد۔۔۔۔۔۔سبحان اللہ، بہت عمدہ۔

حضورؐ! آپؐ کے قدموں کی خاک ہو جاؤں   نہ نام ہو کوئی میرا، نہ کچھ نشاں میرا

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔اللہ کریم رزقِ سخن میں مزید برکتیں عطا فرمائے ۔ان کی بہترین کاوشات پر صوفی عارف قادری ربانی کی طرف سے ہزاروں ہزاروں مبارک بادیاں پیش ہیں ۔ اللہ کریم شرفِ قبولیت بخشے ۔آمین ۔بجاہِ سیّد المُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

صوفی عارف القادری ربانی

یو۔ پی۔ امروہہ، انڈیا

خراجِ عقیدت

شعر وسخن سے شغف رکھنا منجانب اللہ ہے۔حمد،نعت،منقبت،مسالمہ کی جانب طبیعت کا میلان بھی خوش فکری وخوش عقیدگی کے ساتھ ساتھ توفیق خداوندی بھی ہے۔باب العلم وحکمت کی بارگاہِ ناز میں خراجِ عقیدت پیش کرنا سلامتیٔ ایمان کی بات ہے۔

سیّدہ روبینہ بخاری کی شعری بصیرت اُن کا کلام پڑھنے والوں پر روشن ہے۔ان کے ایک اِک شعر میں فکری گہرائی کے ساتھ گیرائی موجود ہے۔پختہ فکری کا اعتراف نہ کرنا مناسب نہیں۔موضوعاتی سطح پر تنوّع بھی اُن کی شعری کائنات کا خاصہ ہے۔الفاظ ومعانی کا اِدراک بھی خوب ہے۔ان کی پوری شاعری میں کہیں بھی کچھ شعری سقم نہیں ہے۔آئیں اُن کے کچھ اشعار دیکھتے ہیں:

مجھ کو کافی ہے اِک تری چوکھٹ — تیری تو کائنات ساری ہے
گُل ہوں،انساں ہوں یا چرند پرند — ذِکر تیرا ہی ذاتِ باری! ہے
اِس روح کا رشتہ شہِ بطحا سے جڑا ہے — دل بھی ہے اگرچہ مرا بیمارِ محمدؐ
علم وحکمت آج بھی ملتی ہے باب العلم سے — معرفت کا بہتا ہے دریا علیؑ کے نام کا
نبیؐ کا عکس جھلکتا ہے بی بی زہراؑ میں — حیا کے سارے حوالے ادھر سے آتے ہیں

میری دُعا ہے کہ ربِّ قدیر ان کی جھولی اپنے آباء واجداد کی محبتِ لازوال سے مالا مال فرمادے۔آمین ثُمَّ آمین۔اللہ کرے زورِ سخن اور زیادہ۔

ڈاکٹر منصور فریدی
دوناٹانڈ،جھارکھنڈ،اِنڈیا

سیّدہ روبینہ بخاری کا حُسنِ عقیدت

نعتِ رسول ﷺ ایک ایسی صنفِ سُخن ہے جس میں آقائے نامدار ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ہر شاعر اپنے اپنے انداز میں آپؐ سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ کسی بھی شاعر کی حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کو ماپا نہیں جا سکتا۔ اُس کی عقیدت، محبّت و مودّت کا اندازہ اُس کے نعتیہ اشعار میں چُھپی ہوئی وارفتگی اور جذبات کی شدت سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نعت کہنا دودھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے۔ شاعر کو بہرحال نعت کہتے ہوئے احتیاط کا دامن تھامے رکھنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات اُس کے قلم سے نہ نکل جائے جو اللہ تعالیٰ یا اُس کے حبیبؐ کی ناراضی کا باعث بن جائے۔ جس طرح دربارِ نبویؐ میں حاضری کے کچھ آداب ہیں اُسی طرح آپؐ سے عقیدت اور محبّت کے بھی کچھ آداب ہیں۔ ایک نعت گو شاعر کے لیے اِن آداب کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ''باخدا دیوانہ باشُد، با محمدؐ ہوشیار''۔

سیّدہ روبینہ بخاری ایک خانہ دار خاتون ہیں اور ادبی محافل اور مشاعروں سے ہمیشہ دور رہی ہیں۔ ان کی توجہ ہمیشہ امورِ خانہ داری کی طرف رہی ہے۔ اس کے باوجود شاعری سے تعلق جوڑے رکھنا اور لکھنا لکھانا ان کے اندر چُھپی ہوئی صلاحیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ انھوں نے نظم، غزل اور افسانہ و کہانی جیسی اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ آج کل حمد، نعت اور منقبت کی طرف راغب ہیں۔ ''اِذنِ حضوری'' ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ وہ ایک ایسی شاعرہ ہیں جن کے نعتیہ اشعار میں رسولِ اکرم ﷺ سے عقیدت اور محبّت فراوانی کی حد تک موجود ہے۔ اللہ کے گھر کی حاضری اور درِ رسولؐ کی زیارت کی تڑپ ان کے اشعار میں بہت فراواں ہے۔ عقیدت و محبّت کے ساتھ ان کی نعت میں غزلیہ روایت اور اسلوب سے جُڑی ہوئی نعت کی خوشبو موجود ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار میں ہوسکتا ہے کہ موجودہ عہد میں کہی جانے والی نعت کی جدّت نہ ہو لیکن ان کی نعت میں حُسنِ

عقیدت ومحبت کی فـراوانی بہت زیادہ ہے۔اِس عقیدت ومحبت کے باوجود احتیـاط کا دامن نہیں چھوڑتیں۔انھوں نے خدا کو خدا کے مقام پر رکھا ہے اور رسولؐ کو رسولؐ کے مقام پر۔سیدھے سادھے انداز میں کہی گئی نعتوں میں بھی غنائیت،موسیقیت اور روانی پائی جاتی ہے۔بعض اشعار تو دل کے تاروں کو چُھو کر اُن میں دیر تک ارتعاش کو باقی رکھتے ہیں۔آیئے ان کے حُسنِ عقیدت کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کریں:

جیسی خوشبو ہے جسمِ اطہر میں نہیں ملتی گلاب وعنبر میں
میری پہچان ہو ثنا اُنؐ کی عمر گزرے یوں مَدحِ سرورؐ میں
سبز گنبد کی چھاؤں مل جائے حاضری روز ہو مقدّر میں

اور یہ اشعار دیکھیے:

جو لفظ لکھوں وہ نعتِ رسولؐ ہو جائیں درود میرے،عقیدت کے پھول ہو جائیں
مَیں بارگاہِ رسالتؐ میں حاضری جب دوں تو میرے اشکِ ندامت قبول ہو جائیں
مدینہ جائیں تو پھر آئیں نہ کبھی واپس نبیؐ کے شہر کی روبینہ،دھول ہو جائیں

درِ رسولؐ کی مل جائے چاکری مجھ کو تو میں یہ سمجھوں،مِرا ہونا معتبر ہو گا

تصوّر آپؐ کا اور لب پہ کلمہ الٰہی! وقت ہو جب جاں کنی کا

ادب سے آنا یہاں اپنا سر جھکاتے ہوئے اُترتے ہیں یہاں قُدسی بھی پر بچھاتے ہوئے
ادب سرا ہے،یہاں اپنے دل کو تھام کے چل نہ دھڑکے دل بھی تِرا شور و غُل مچاتے ہوئے

''اِذنِ حضوری'' سیدہ روبینہ بخاری کی کسی بھی شعری صنف میں پہلا مجموعۂ کلام ہے۔اور پہلا مجموعہ کسی بھی شاعر کو اپنی اولاد کی طرح ہی عزیز ہوتا ہے۔اولاد کیسی ہی کیوں نہ ہو،ماں باپ کی

آنکھوں کا تارا ہوتی ہے۔اور یہ مجموعہ تو ہے ہی مِدحت اور عقیدت پر مشتمل۔عقیدت و مِدحت میں خامیاں نہیں ،صرف جذبات و احساسات اور ایمان و یقین کی روشنی کو دیکھا جاتا ہے جو سیّدہ روبینہ بخاری کے ہاں بدرجۂ اتم موجود ہے۔آخر میں مَیں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اِس کاوش کو قبول فرمائے اور نعتوں کا یہ نذرانہ بارگاہِ رسالت و نبوت میں بھی شرفِ قبولیت پائے۔آمین یارب العالمین!

اشرف نقوی

شیخوپورہ

20 مئی،2023ء



کرم ہر جا پہ بحرِ بے کراں ہے
تِری رحمت سے ہر اِک کو اَماں ہے

یقیں ، عین الیقیں دل میں نہاں ہے
خدایا! ہر جگہ تُو ہی عیاں ہے

کرم کرتا ہے تُو بندوں پہ اپنے
ہے غالب وصف کہ تُو مہرباں ہے

خدایا! سنتا ہے تُو سب دعائیں
پکاریں جس طرح، جو بھی زباں ہے

میں ہر اِک شے میں دیکھوں تیری قدرت
فلک پر چاند ہے یا کہکشاں ہے

اِلٰہی ! ہر جگہ ، ہر ایک پل تُو
مِرا دم ساز ، میرا راز داں ہے

نہیں تنہا کہیں بھی ، ایک پل کو
جہاں بھی ہوں ، تِری رحمت وہاں ہے

تِری دہلیز پر سر کو جھکائے
روبینہ چپ ہے ، دل محوِ فغاں ہے





تہی داماں ہوں ، تُو سب جانتا ہے
تِری رحمت کا مجھ کو آسرا ہے

ہمیں ایمان کی دولت عطا کر
لبوں پر ہر گھڑی حرفِ دعا ہے

چُھپا سکتے نہیں ہم کچھ بھی تجھ سے
دِلوں کے راز تُو سب جانتا ہے

اکیلی ہو نہیں سکتی کبھی میں
مِرا ایمان ہے تُو ہر جگہ ہے

ہمیں رستے پہ اپنے ہی چلانا
تُو سب بھٹکے ہوؤں کا رہنما ہے

تُو مالک ہے ازل کا اور ابد کا
ترِے ہی نام سے ہر ابتدا ہے

ہماری خستہ حالی پر نظر ہو
ہمیں تُو بخش دے ، یہ اِلتجا ہے

ہمیں اپنے کرم سے بخش دینا
گُنہگاروں کا بس تُو آسرا ہے





مولا! تِری ہر شے میں نظر آئی محبّت
جس سمت نگہ اُٹھی ، وہاں پائی محبّت

تُو نے ہی بصیرت سے، بصارت سے نوازا
خوشبوئے گُل و لالہ سے مہکائی محبّت

میداں ہوں کہ کُہسار، سمندر یا فضائیں
ہر چیز سے ہی تُو نے ہے چھلکائی محبّت

اُڑتے ہیں پرندے جو فضاؤں میں ہر اِک سمت
اُونچائی پہ یوں اُن کو تِری لائی محبّت

خوش رنگ پھلوں، پھولوں سے دھرتی کو سجایا
افلاک پہ تاروں میں ہے چمکائی محبّت

قربان تِری ذات کے اے ربِّ دو عالم!
بندوں نے تِرے، تُجھ سے سدا پائی محبّت

دِن کر دیا خورشید سے پُرنور ہمارا
اور رات کی تاریکی میں بھی چھائی محبّت

جس وقت بھی، جس حال میں بھی تجھ کو پُکارا
دامن میں روبینہؔ کے چلی آئی محبّت





رحمتِ رب پہ انحصاری ہے
عفو میں اُس کے بے کناری ہے

ہو نگاہِ کرم مرے مولاؐ
فیض تیرا ہر اِک پہ جاری ہے

لڑکھڑاتے قدم تری جانب
اور گناہوں کا بوجھ بھاری ہے

مجھ کو کافی ہے اِک تری چوکھٹ
تیری تو کائنات ساری ہے

اپنی مخلوق کی بھلائی کو
تُو نے اُم الکتاب اُتاری ہے

بخش دینا بروزِ حشر ہمیں
ہیں گناہ گار ، شرمساری ہے

سرزمین حرم پہ میرے قدم!
کانپتے ہونٹ ، اشکباری ہے

گُل ہوں ، انساں ہوں یا چرند پرند
ذکر تیرا ہی ذاتِ باری ! ہے

مجھ کو دے دولتِ سکوں یا رب !
خوف طاری ہے، بے قراری ہے

نعمتِ بے کراں ہے روبینہؔ
ہم نے جب جب بھی کی شماری ہے





بسا حضورؐ کی رحمت سے ہے جہاں میرا
کرم سے آپؐ کے مہکا ہے گلستاں میرا

بگاڑ سکتی ہے کیا گردشِ زماں میرا
حصارِ رحمتِ عالم میں ہے مکاں میرا

حضورؐ! آپؐ کی مِدحت بیان کر پائے
کہاں زبان ہے ایسی، کہاں بیاں میرا

اے کاش! اُنؐ کی محبّت میں جان سے جاؤں
سفر حیات کا ورنہ ہے رائیگاں میرا

حضورؐ ! حج کے مہینے میں ہو بلاوا نصیب
ہو کاروانِ محبّت رواں دواں میرا

یہ آرزو ہے پکاریں بروزِ حشر حضورؐ
وہ آئے سامنے جو جو ہے نعت خواں میرا

حضورؐ! آپ کے قدموں کی خاک ہو جاؤں
یہی شناخت ہو میری ، یہی نشاں میرا

وہ ڈھانپ لیتے ہیں روبینہؔ سارے عیبوں کو
اِسی سبب سے تو ہر عیب ہے نہاں میرا





اور ہوں گے وہ، جنھیں ہوگی جہاں کی خواہش
ہم تو رکھتے ہیں فقط شاہِ زماںؐ کی خواہش

آپؐ کی یاد نے آباد کیا دل کو مرے
دل میں باقی نہ رہی کوئی جہاں کی خواہش

آپؐ کے در پہ جو پہنچی تو کیا عرض سلام
اور دل کھول کے پھر دل کی عیاں کی خواہش

کاش! اِک بار مدینے میں بُلائیں پھر سے
اب تو پہلے سے زیادہ ہے وہاں کی خواہش

کاش پھیلا کے رِدا اپنی یہ فرمائیں حضورؐ
آئے، آجائے، ہے جس جس کو اَماں کی خواہش

لب پہ جاری رہے روبینہؔ کے آقاؐ کی ثنا
اور بڑھتی ہی رہے حُسنِ بیاں کی خواہش





جو لفظ لکھوں وہ نعتِ رسولؐ ہو جائیں
درود میرے عقیدت کے پھول ہو جائیں

میں بارگاہِ رسالتؐ میں حاضری جب دوں
یہ میرے اشکِ ندامت قبول ہو جائیں

کریں طواف صبح و شام اُنؐ کی گلیوں کا
یوں ہم بھی کاش! گدائے بتولؑ ہو جائیں

حضورؐ! چشمِ کرم آپؐ کی جو ہو جائے
تو خوش نصیبوں میں ہم بھی شمول ہو جائیں

مدینہ جا کے روبینہؔ نہ واپسی ہو کبھی
اور ایسے آپؐ کے قدموں کی دھول ہو جائیں





سکونِ قلب ملا ہے سدا مدینے سے
حضورؐ کرتے ہیں سب کچھ عطا مدینے سے

غمِ زمانہ مرے پاس اب نہیں آتے
عطا ہوئی ہے مجھے ایسی دوا مدینے سے

کریں جو آپؐ نظر ہم سے خستہ حالوں پر
ملے گی ہم کو بھی جود و سخا مدینے سے

حضورؐ! آپؐ سے دنیا نے روشنی پائی
خدا کا نور ہویدا ہوا مدینے سے

قبول جس میں دعائیں مِری تمام ہوئیں
قبولیت کا وہ لمحہ ملا مدینے سے

تمام عالم کون و مکاں مہک اُٹھا
چلی ہے ایسی معطّر ہوا مدینے سے

پڑھا درود کہیں سے، خبر تھی سب اُن کو
دِلوں کا ربط ہمیشہ رہا مدینے سے

روبینہ لَوٹ تو آئی ہوں گرچہ طیبہ سے
پہ دل نہ لَوٹ کے آیا مِرا مدینے سے





آنکھوں سے رواں اشک ہیں اور لب پہ دعا ہے
میں ہوں، سفرِ شوق ہے، طیبہ کی فضا ہے

کردار نہ اعمال کسی کام کے میرے
کرتے ہیں دعا آقاؐ مرے حق میں، سنا ہے

نادم ہوں گناہوں پہ، حیا آتی ہے اُنؐ سے
اُنؐ کا ہی مجھے آسرا محشر میں بڑا ہے

اُمّت پہ نظر کیجیے رحمت کی خدارا!
وحشت میں حضورؐ! آج کا انسان پڑا ہے

کچھ خوف نہیں قبر کا روبینہؔ مجھے اب
دیدارِ نبیؐ ہوگا یہ جس دن سے سُنا ہے





جیسی خوشبو ہے جسمِ اطہر میں
نہیں ملتی گلاب و عنبر میں

جشنِ صَلِّ علیٰ منائیں گے
عاشقانِ رسولؐ ہر گھر میں

میری پہچان ہو ثنا اُنؐ کی
ہو بسر عمر مدحِ سرورؐ میں

جب بھی چاہوں درود پڑھ کر میں
درِ آقاؐ پہ پہنچوں پل بھر میں

نور ہیں اور سراپا نورِ مُبیں
ہوئے مبعوث خاکی پیکر میں

سبز گنبد کی چھاؤں میں بیٹھوں
حاضری یوں رہے مقدّر میں

آپؐ یوں دوستی نبھاتے ہیں
عمرؓ و صدیقؓ ہیں برابر میں

ہے گنہ گار گرچہ روبینہؔ
بخشوا دیں گے آقاؐ محشر میں



سرکار کی رحمت کے خزینے سے جڑے ہیں
میرے تو سبھی خواب مدینے سے جڑے ہیں

ہوتے ہیں ہمارے لیے سب باعثِ رحمت
وہ غم جو محرّم کے مہینے سے جُڑے ہیں





وہ رسالت کا حسیں ماہتاب ہیں
اور صحابہؓ گوہرِ نایاب ہیں

کھل رہے ہیں پھول مدحت کے یہاں
خوشبوئیں مہکی ہیں ، دل شاداب ہیں

رب تعالیٰ سے جنھیں مانگیں حضورؐ
کچھ معظّم ایسے بھی اصحابؓ ہیں

چومتے جبریل ہیں قدمین کو
اور رسولؐ اللہ محوِ خواب ہیں

تاج دارِ انبیاء ، خیرالبشر
آپؐ کے کیا کیا حسیں القاب ہیں

حاضری روضے پہ ہو تو چوم لوں
آپؐ کے جو منبر و محراب ہیں

آپؐ کی چوکھٹ مقدّر ہو مرا
دل میں حسرت ہے کہ کم اسباب ہیں

ذکرِ احمدؐ سے جو دل روشن کریں
دو جہانوں میں وہ فتح یاب ہیں





ذِکرِ طیبہ جو کوئی کرتا ہے
ہجر میں دل مِرا تڑپتا ہے

درِ اقدس پہ ہم نے دیکھا ہے
ہر گھڑی نور ہی برستا ہے

سب ہی کھائیں حضورؐ کا لنگر
ہر کوئی اُنؐ کے صدقے پلتا ہے

جب بھی ہوتا ہے ذکرِ آلِ رسولؐ
نورِ ایمان دل میں بھرتا ہے

لیں کنیزی میں شاہِ بطحا مجھے
یہ ہی بخشش کا میری رستا ہے

آپؐ کے در کی حاضری کے لیے
جاں ترستی ہے ، دل مچلتا ہے





قبول کر کے درودوں کی ڈالیاں آقاؐ!
دِکھا دیں مجھ کو بھی روضے کی جالیاں آقاؐ!

ہماری نیند کو درجہ ملے عبادت کا
کریں جو خواب میں ہی ضوفشانیاں آقاؐ

جو اُنؐ کے در پہ صدا دے، وہ نامراد نہ ہو
سبھی گداؤں کی بھرتے ہیں جھولیاں آقاؐ

جہاں بھی آپؐ کی محفل ہو، آپؐ آتے ہیں
ہو قصرِ شہ کہ غریبوں کی کھولیاں آقاؐ

کنیز آپؐ کی ہوں سو یقین ہے میرا
کُھلیں گی قبر میں جنت کی کھڑکیاں آقاؐ!

جہاں پہ آپؐ کے اصحاب کے تھے گھر آباد
مجھے دِکھا دیں وہ بطحا کی بستیاں آقاؐ!

جو اِذنِ حاضری بخشیں تو روضے پر آ کر
تجلّیات سے بھر لوں میں جھولیا آقاؐ!

حضورؐ راضی ہوں مجھ سے، خدا بھی راضی ہو
دعائیں کرتے مَیں لیتی ہوں سسکیاں آقاؐ!





حضورؐ ! دید سے دیوانوں کو روشن کر دیں
دل کے ویران نہاں خانوں کو روشن کر دیں

قبر میں آپؐ کا دیدار یقینی ہے حضور!
موت سے پہلے بھی ارمانوں کو روشن کر دیں

آپؐ محبوبِ خدا، نُورِ ہدایت آقاؐ !
ہم کہ ناچیز سے پروانوں کو روشن کر دیں

راستہ بھٹکی ہوئی پھرتی ہے اُمّت ساری
نور سے اپنے بیابانوں کو روشن کر دیں

ہم کو مہمان بنا رکھیں درِ اقدس پر
اور دربار کے مہمانوں کو روشن کر دیں

ٹوٹنے کو ہے مری عمر کی تسبیح حضورؐ!
اِس کے دو چار بچے دانوں کو روشن کر دیں

چشمِ رحمت سے مِٹا کر مرے سب عیبوں کو
قلب کے سارے سیاہ خانوں کو روشن کر دیں





حضورؐ دل میں مکیں ہیں مجھے سہولت ہے
درود بھیجنا اُنؐ پر، مری ضرورت ہے

حضورؐ چاند ہیں اور ہیں صحابہؓ مِثل نجوم
چراغِ نورِ رسالتؐ سے اُن کو نسبت ہے

نبیؐ کی مُٹھی میں آئے تو سنگ ریزوں کا
گواہی آپؐ کی دینا بڑی کرامت ہے

اگر میں اِسمِ محمدؐ کو دیکھ یا سُن لوں
تو چوم لیتی ہوں، بچپن سے یہ ہی عادت ہے

حضورؐ جیسا کوئی آیا ہے نہ آئے گا
یہی شہادتِ قرآں، یہی روایت ہے

جو دین حق پہ چلیں گے،نکھار دے گا اُنھیں
یہ دین وہ ہے کہ جس میں بڑی نفاست ہے

جو دشمنوں کو دعاؤں کے پھول دیتا ہے
وہ رحمتوں کا خزینہ رسولِ رحمتؐ ہے

گواہی دیتی ہے یہ آج بھی شبِ معراج
زمیں سے تا بہ فلک آپؐ کی حکومت ہے

میں ہوں کنیزِ حبیبِ لبیبِ ربِ العُلیٰ
کہ اُنؐ کی ذات سے نسبت مری سعادت ہے

بروزِ حشر چھپا لیجیے گا کملی میں
ہے خالی فردِ عمل میری ، یہ ندامت ہے

پڑھیں سُنیں جو حدیث و قرآن کی باتیں
سکھانا،سیکھنا روبینہؔ اِک عبادت ہے





کبھی مل جائے موقعہ حاضری کا
ہمیں ہے انتظار ایسی گھڑی کا

گنہگاروں کی بھی ہوگی شفاعت
سہارا آپؐ ہیں ہر اُمّتی کا

کئی محلوں سے بڑھ کر ہو گیا ہے
تقدّس خاک پر اِک جھونپڑی کا

درودوں کی پروئی جب بھی مالا
بنا ہے ہار خوشیوں کی لڑی کا

دِلوں کا حال بھی وہ جانتے ہیں
نہیں اُنؐ سے چُھپا کچھ بھی کسی کا

میں اپنا حال خود کیوں کر بتاؤں
اُنھیں ہے علم میری ہر کمی کا

تصوّر آپؐ کا اور لب پہ کلمہ
الٰہی ! وقت ہو جب جاں کنی کا

اندھیروں سے نہیں ڈرتی روبینہؔ
ملا ہے ساتھ اِس کو روشنی کا





ذِکرِ رسولِؐ پاک میں جو بھی گزر گیا
وہ لمحہ زندگی میں مِری نور بھر گیا

واپس کبھی نہ آنے کو تڑپا ہے بار بار
اِک بار زندگی میں جو طیبہ نگر گیا

دامن کسی سوالی کا خالی نہیں رہا
آیا ہے جو بھی در پہ وہ دامان بھر گیا

میری جبیں تھی خاکِ مدینہ پہ سجدہ ریز
وہ لمحۂ حیات بڑا مختصر گیا

دیدارِ مُصطفیٰؐ جو مجھے خواب میں ہوا
اِک نور تھا کہ سینے میں میرے اُتر گیا

والشّمس ، والضُّحیٰ ، کہیں طٰہٰ کہا گیا
تعریف سے حضورؐ کی قرآن بھر گیا

انگُشت کا اِشارہ جو آقاؐ نے کر دیا
مہتاب ٹوٹا، شمس اِدھر سے اُدھر گیا

نورِ ہُدیٰ کی روشنی ہر سمت چھا گئی
اِک نورِ مُصطفیٰؐ جو زمیں پر بکھر گیا

ویرانیوں کے ڈیرے تھے روبینہؔ ہر طرف
چشمِ کرم ہوئی تو نصیبا سنور گیا





ادب سے آنا یہاں اپنا سر جھکاتے ہوئے
اُترتے ہیں یہاں قُدسی بھی پر بچھاتے ہوئے

ادب کی جا ہے، یہاں اپنے دل کو تھام کے چل
نہ دھڑکے دل بھی ترا شور و غُل مچاتے ہوئے

میں ہوں کہاں پہ، مجھے خود بھی اب نہیں ہے خبر
جہاں سے دور ہوں اِن جالیوں پہ آتے ہوئے

زباں نے چھوڑ دیا ساتھ اِس جگہ پہ مرا
رواں ہیں اشک، اُنھیںؐ حالِ دل سناتے ہوئے

گناہ گار پکاریں گے حشر میں جس دم
حضورؐ آئیں گے اُمّت کو بخشواتے ہوئے

الٰہی ! قبر میں سوچوں میں کیوں اندھیرے کا
وہاں بھی دیدوہ بخشیں گے مسکراتے ہوئے

پل صراط سے گزریں گے جس گھڑی ہم سب
گزار دیں گے حضورؐ آگ سے بچاتے ہوئے

مَیں نعت پڑھتی ہوں، اُنؐ پر درود بھیجتی ہوں
کرم سمیٹتے اور نیکیاں کماتے ہوئے

سجاؤ محفلیں سب آقاؐ کی محبت سے
کرو بخیلی نہ میلاد تم مناتے ہوئے



اے بادِ صبا ! مجھ پہ یہ احسان ذرا کر
لے جا یہ مری خاک مدینے میں اُڑا کر

میں جب بھی پڑھوں نعت ، ہو دیدارِ محمدؐ
پرواز مری سوچ کو یا رب ! وہ عطا کر

مجبور ہوں ، بے کس ہوں نہیں کوئی وسیلہ
پہنچوں درِ آقاؐ پہ ، مرے حق میں دعا کر

فریاد مری پہنچے گی دربار میں اُنؐ کے
سُنتے ہیں جو ہر اِک کی صدا دھیان لگا کر

دہلیز ہے آقاؐ کی ادب گاہِ ملائک
آتے ہیں فرشتے بھی یہاں سر کو جھکا کر

تشریف جو لے آئیں مرے گھر مرے آقاؐ
پلکوں کو بچھاؤں میں در و بام سجا کر

روبینہؔ درود اُنؐ پہ پڑھے جا تُو صبح و شام
رکھیں گے تجھے در پہ وہ مہمان بنا کر





کوئی سمجھے تو کیا سمجھے گُل اسرار کی خوشبو
کہ خالق ہی سمجھتا ہے کسی شہکار کی خوشبو

حضوری میں کروں جب پیش میں اذکار کی خوشبو
بڑی پُر کیف ہوتی ہے مِرے گھربار کی خوشبو

سبھی مُرجھائے دل کھِلتے ہیں اور تسکین پاتے ہیں
لُبھاتی ہے دلِ بیمار کو دلدار کی خوشبو

تبھی گفتار مہکے گی ، تبھی کردار مہکیں گے
جو ہو ہستی میں شامل اُسوۂ سرکارؐ کی خوشبو

شبِ اسریٰ ہوئی تھی طالب و مطلوب میں جو بھی
نمازوں میں سمٹ آئی اُسی گفتار کی خوشبو

قدم جو فرش سے اُٹھا تو پہنچا عرشِ اعظم پر
زمیں سے عرش تک پھیلی تری رفتار کی خوشبو

عمامہ ہو کہ ہو نعلین یا تلوار یا جُبّہ
ہر اِک شے میں بسی ہے سیّدِ ابرارؐ کی خوشبو

نہ کوئی تھی ، نہ کوئی ہے ، نہ ہوگی تاابد کوئی
مثال اُس حُسن کی، کردار میں ایثار کی خوشبو

بسا رکھا ہے سینے میں مدینہ جب سے روبینہؔ
مہکتی ہے مِرے دل میں درِ سرکارؐ کی خوشبو





رنج و آلام سے جب زندگی گھبراتی ہے
وادیٔ طیبہ سے پھر ٹھنڈی ہوا آتی ہے

ہے گناہ گار، خطا کار، سیاہ کار مگر
یہ کنیز آپؐ کی نسبت پہ ہی اِتراتی ہے

بھول جاتے ہیں زمانے کے سبھی غم اِس جا
زندگی آپؐ کی دہلیز پہ مُسکاتی ہے

جب بھی لیتی ہوں عقیدت سے میں نامِ احمدؐ
در و دیوار سے پھولوں کی مہک آتی ہے

کاش! درپیش ہو مجھ کو بھی مدینے کا سفر
ایک حسرت ہے، مرے دل کو جو برماتی ہے

تجھ پہ اُنؐ کا ہے بہت خاص کرم روبینہؔ
ہے عطا ورنہ کہاں نعت لکھی جاتی ہے





مدینے جانے کی ہر روز ہیں دعا کرتے
کبھی خدا سے، کبھی اُنؐ سے التجا کرتے

نصیبہ اپنا چمکتا تو یا رسولؐ اللہ!
نماز مسجدِ نبوی میں ہم ادا کرتے

یہ ہوتا ناز کہ مہماں ہیں ہم مدینے میں
حضورؐ! آپ کے قدموں میں ہی رہا کرتے

لپٹ کے دیکھتے ہم بھی سُنہری جالی سے
سوالی اُنؐ کے ہی بنتے، وہی عطا کرتے

ہم اُنؐ کے در پہ صبح و شام حاضری دیتے
نمازِ عشق دل و جان سے ادا کرتے

ہر ایک پل ہمیں دیتا سکونِ قلب و نظر
یہ لمحے زیست کے ہم شوق سے چنا کرتے

زمانہ پوچھ رہا تھا، ہے سب سے کون افضل؟
ہم اُنؐ کا نام نہ لیتے تو اور کیا کرتے

پلاتے جام اسے خاص حوضِ کوثر سے
سند روبینہ کو فردوس کی عطا کرتے





یہ بھی آقاؐ کا کوئی خاص گدا لگتا ہے
اُنؐ کی چوکھٹ سے جو دیوانہ لگا لگتا ہے

بھول جاتے ہیں جہاں جا کے سبھی رنج و اَلم
آپؐ کے شہر کا ہر کوچہ بھلا لگتا ہے

ذکر یوں اُونچا کیا آپؐ کا رب نے کہ ہمیں
سارا قرآن ہی مکتوبِ ثنا لگتا ہے

ہو بیاں کیسے مدینے کا سہانا منظر
عطر گویا کہ فضاؤں میں گُھلا لگتا ہے

جب سے دیدار ہوا گنبدِ اخضر کا مجھے
کینوس زیست کا ہر وقت ہرا لگتا ہے

آپؐ کے در کی گدائی ہو مقدّر جس کا
اُس کا انداز ہی شاہوں سے جدا لگتا ہے

راستے جاتے ہیں سب آپؐ کے در کی جانب
سوچ کا در مری ، جب مجھ کو کُھلا لگتا ہے

نعت کہنے کا ہُنر خود سے کہاں آتا ہے؟
نعت کہنا مرے آقاؐ کی عطا لگتا ہے

دوری روبینہؔ ہی جاتی نہیں طیبہ سے
مرا سب کچھ درِ آقاؐ پہ دھرا لگتا ہے



سبھی امراض میں وجہِ شفا ہے
نبیؐ کا ذکر ہر غم کی دوا ہے

محبت ہے مجھے آلِ نبیؐ سے
مودّت کا دیا دل میں جلا ہے

بھٹک جاؤں یہ ممکن ہی نہیں ہے
کہ میرے دل پہ اُنؐ کا نقشِ پا ہے

سکوں آتا ہے اُس محفل میں جا کر
جہاں پر مصطفیٰؐ کا تذکرہ ہے

خدارا اس پہ اب چشمِ کرم ہو
یہ منگتا آپ کے در پر کھڑا ہے

درودِ پاک ہے ہر دم لبوں پر
محمدؐ نام اس دل پر لکھا ہے

غلامی میں جو لیں شاہِ مدینہ
تبھی روبینہؔ جینے کا مزا ہے





میں تو کیا، میری سبھی نسلیں سنور جائیں حضورؐ!
مجھ پہ اِک چشمِ کرم جو آپؐ فرمائیں حضورؐ!

آنسوؤں سے فرشِ دل دھویا ہے پڑھ پڑھ کر درود
دل بنے جنت نما، تشریف لے آئیں حضورؐ!

آپؐ کی فُرقت میں ہے کانٹوں بھری یہ زندگی
اِک تبسّم ہو تو کانٹے پھول بن جائیں حضورؐ!

جب کہ ہر دکھ کا مداوا اور مرہم آپؐ ہیں
کیوں زمانے بھر کو اپنے زخم دِکھلائیں حضورؐ!

کاش! ہو جائے میسّر مستقل طیبہ میں گھر
آپؐ کے روضے کی ہر دم حاضری پائیں حضورؐ!

بس یہی حسرت ہے دل میں، خواب میں آئیں کبھی
میری قسمت کے ستارے کو بھی چمکائیں حضورؐ!

پاک ہو دل بھی، قلم بھی، روز و شب نعتیں لکھوں
مدح خوانوں میں مِرا بھی نام لکھوائیں حضورؐ!





لب پر نبیؐ کا نام رہے صبح و شام بس
ذِکرِ رسولؐ پاک سے ہو مجھ کو کام بس

لطف و کرم کا مجھ پہ ہوا اِس قدر نزول
میں نے پڑھا تھا اُنؐ پہ درود و سلام بس

دل کو سکون، آنکھوں کو ٹھنڈک عطا ہوئی
جب جب بھی میں نے چوما محمدؐ کا نام بس

آقاؐ مجھے بھی اِذنِ حضوری ملے کبھی
آئے مجھے بھی طیبہ سے کوئی پیام بس

جنت کی ہے طلب نہ زر و مال کی ہوس
کچھ روز میں مدینے میں چاہوں قیام بس

پھر اس کے بعد لفظ مِرے معتبر ہوئے
میں نے لکھی جو نعت بصد احترام بسؐ !





جو، جب، جہاں پکارے، یہ آقاؐ کو سب خبر ہے
ہر اُمّتی پہ آپؐ کی رحمت بھری نظر ہے

کہہ دو کوئی قضا سے آ کر گلے لگا لے
ہاتھوں میں در کی جالی، قدموں میں اُن کے سر ہے

اب فاصلے سفر میں حائل نہیں ہیں میرے
ہر لحظہ حاضری کو حاصل نبیؐ کا در ہے

صَلِّ علیٰ ہمیشہ رہتا ہے لب پہ جاری
مجھ پر کرم ہے اُنؐ کا، قسمت عروج پر ہے

آنکھوں میں بس گیا ہے منظر وہ خوب صورت
پُرکیف وہ فضائیں ، پُرنور اُنؐ کا در ہے

رتبے بلند و بالا نبیوں کے ، مانتی ہوں
نبیوں میں مُصطفیؐ کا رتبہ عظیم تر ہے

آنکھوں کو بند کر کے کرتی ہوں میں نظارے
میرا یہ دل ازل سے میرے نبیؐ کا گھر ہے

لکھتی ہوں نعت اُنؐ کی ، کرتی ہوں ذکر اُنؐ کا
پہچان یہ روبینہؔ کس درجہ معتبر ہے





دیکھے جو ایک بار بھی اُس خوش بیاں کا رخ
تا عمر بھول پائے نہ پھر مہرباں کا رخ

کمھلا رہا تھا دین کا پودا زمین پر
صبحِ بہارِ نور نے موڑا خزاں کا رخ

تشریف لائے رحمتِ عالمؐ جہان میں
سوئے زمین ہو گیا سارے بتاں کا رخ

نورِ ہدیٰ کی روشنی پھیلی زمین پر
ہونے لگا حضورؐ کی جانب جہاں کا رخ

محشر میں ہوگی سب کو تلاشِ شہِ اُممؐ
ہر اِک کرے گا میرے شفیع الزّماں کا رخ

معراج تھی حضورؐ کی ، جبریلؑ آ گئے
بُرّاق پہ بٹھا کے کیا لامکاں کا رخ

آنکھوں نے شوقِ دید کی حسرت لیے ہوئے
طیبہ کی سمت موڑ دیا کارواں کا رخ





عالم کو منوّر کریں انوارِ محمدؐ
مینار ہدایت کے ہیں افکارِ محمدؐ

آجائیں مِرے خواب میں، حسرت ہے تو یہ ہے
اے کاش ! کہ مجھ کو بھی ہو دیدارِ محمدؐ

ہوں میرے مقدّر میں وہ جنت کے نظارے
ہو صبح و مسا سامنے دربارِ محمدؐ

ہے آلِ محمدؐ کا ہر اِک پھول گُلِ تر
خوش بو میں بسا رہتا ہے گلزارِ محمدؐ

ہیں مرکزِ تسکین وہ طیبہ کی فضائیں
در آپؐ کا، گلیاں ہوں کہ بازارِ محمدؐ

ہر رِشتہ مِرا شاہِ دوعالمؐ سے جُڑا ہے
دل میرا ازل سے ہے گرفتارِ محمدؐ

پیکر وہ صداقت کا ، دیانت کا ، حیا کا
ہر عمر میں بے داغ ہے کردارِ محمدؐ

کس منہ سے طلبگارِ شفاعت کے وہ ہوں گے
دنیا میں جو کرتے رہے انکارِ محمدؐ

بے مول میں بِک جاؤں مدینے کی گلی میں
مل جائے اگر بِکنے کو بازارِ محمدؐ

اِک ایک نفس ہو ترا سُنت کے مطابق
تُو خود کو سمجھتا ہے جو حُب دارِ محمدؐ

بھیجے گا درودوں کے وہ نذرانے ہمہ وقت
کُھل جائیں گے جس شخص پہ اسرارِ محمدؐ

اللہ نے بھی دی اُنھیں جنت کی بشارت
جو جو رہے دنیا میں طلبگارِ محمدؐ





دکھ درد میں ہے لپٹی پریشان زندگی
وہؐ اِک نظر کریں تو ہو فرحان زندگی

ہو مُستقل ٹھکانہ مِرا اُنؐ کے شہر میں
رکھتی ہے اپنے دل میں یہ ارمان زندگی

صد شکر میں کنیزِ حبیبِ لبیب ہوں
ہو جائے ختم یہ اِسی دوران زندگی

ہم کو فقط ہے آپ ؐ کی نسبت کا آسرا
خالی ہیں ہاتھ اور پشیمان زندگی

صدقے میں وار دوں اِسے آقا ؐ کے نام پر
ویسے بھی آپ ؐ کے ہیں دل و جان زندگی

قرآن راہ بر ہوا روبینہؔ کے لیے
سیرت سے آپ ؐ کی ہوئی ذی شان زندگی





نبیؐ کے نام کی تسبیح دائمی کر لے
یہ کام چاہیے بندے کو، لازمی کر لے

جو چاہتا ہے بنے کوئی مغفرت کا سبب
رسولؐ ِ پاک کی سُنّت سے دوستی کر لے

کرم سے اپنے، وہ دامن کو تیرے بھر دیں گے
تُو اہلِ بیتِ محمدؐ کی چاکری کر لے

کبھی نہ تیرگی چھو پائے تیری ہستی کو
چراغِ شمعِ رسالت سے روشنی کر لے

نصیب چمکے، پہنچ جائے گر مدینے میں
بسر مدینے میں عاصی یہ زندگی کر لے

تجھے بھی عشقِ بلالؓ کی پیروی ہو نصیب
نبیؐ کی ہستی سے کچھ ایسی عاشقی کر لے

پھر اس جگہ پہ خزاں بھول کر نہیں آتی
کہ جس جگہ پہ وہ چشمِ کرم سخی کر لے

سدا کِھلیں گے مرادوں کے پھول روبینہ
تُو اُن کی یاد سے مژگاں کو شبنمی کر لے





اب غرض جاہ ، نَے حشم سے ہے
لَو لگی آپؐ کے کرم سے ہے

اِس بھری کائنات میں اے شمع!
روشنی اُنؐ کے دم قدم سے ہے

اُنؐ کو ہے اپنے اُمّتی سے پیار
وہ عرب سے ہے یا عجم سے ہے

مُشکلیں میری سب ہوئیں آسان
سب کرم آپؐ کے کرم سے ہے

نام لیوا ہوں آپؐ کی آقاؐ!
میری عقبیٰ اِسی بھرم سے ہے

میں بھٹک جاؤں، ہو نہیں سکتا
میری نسبت شہِ اُمَمؐ سے ہے

درِ اقدس ہو، لب پہ کلمہ ہو
جان لے لے، یہ عرض یم سے ہے

نعت لکھی وہ میں نے روبینہؔ
نُور نکلا مِرے قلم سے ہے





فیضِ سرکارؐ سے اِس دل کو پگھلتا دیکھا
سیرتِ پاک کا رنگ روح پہ چڑھتا دیکھا

آپؐ کی یاد جو آئی تو پھر آتی ہی گئی
حسرتِ دید میں اِس دل کو مچلتا دیکھا

درِ آقاؐ پہ سبھی شاد ہیں ، آباد سبھی
ہم نے ہر ایک کا دامن وہاں بھرتا دیکھا

شہِ لولاکؐ کے در پر جو مقدّر لایا
ہم نے قسمت کے ستاروں کو چمکتا دیکھا

یوں لگا آپؐ مرے سامنے ہیں ماہِ مبیںؐ !
نعتِ سرکارؐ پڑھی ، آپؐ کا روضہ دیکھا

کوئی بتلائے مرے خواب کی تعبیر مجھے
مَیں نے طیبہ کی طرف قافلہ چلتا دیکھا

ذِکرِ سرکارؐ ہوا ، محفلِ میلاد سجی
نُور ہی نُور ہر اِک سمت اُترتا دیکھا





آپؐ کے در کے جو بھی گدا ہو گئے
فیض ایسا ملا ، اولیا ہو گئے

اُس کو پروانۂ خُلد حاصل ہوا
جس کے حامی رسولِؐ خدا ہو گئے

وہ یتیموں ، غریبوں ، سبھی کے لیے
دو جہانوں میں کہف الوریٰ ہو گئے

نام لیتے رہے آپؐ کا یا نبیؐ!
داغِ عِصیاں دھلے ، با صفا ہو گئے

ہم نے دل میں بسایا درِ مصطفیٰؐ
مُوند لی آنکھ ، محوِ ثنا ہو گئے

تیرگی کا نہیں خوف باقی رہا
رہنما جب سے نورالھدیٰ ہو گئے

خُلد پہنچے جو سرکارؐ اسریٰ کی شب
دیکھ کر حور و غلماں فدا ہو گئے

اُنؐ کی مِدحت روبینہ جو کرنے لگی
اس سے راضی حبیبِ خداؐ ہو گئے





لکھوائی مجھ سے نعت عطائے حضورؐ نے
عِزّت مِری بڑھائی ثنائے حضورؐ نے

کچھ ایسے معجزے بھی دِکھائے حضورؐ نے
شجر و حجر کو کلمے پڑھائے حضورؐ نے

مومن کو دو جہان میں جو سرخرو کریں
وہ رہنما اصول بتائے حضورؐ نے

دینِ محمدیؐ نے سکھائیں محبّتیں
نفرت کے سب الاؤ بجھائے حضورؐ نے

توحید کا زمانے کو کلمہ پڑھا دیا
لات و منات و عُزّیٰ گرائے حضورؐ نے

عرشِ علیٰ کی سیر کرائی گئی اُنھیںؐ
معراج کے خزینے بھی پائے حضورؐ نے

رخ موڑا آفتاب کا اور ماہتاب کے
دو لخت کر کے پھر سے ملائے حضورؐ نے

جب سے ہے ذہن و دل پہ محمدؐ کا اِسم نقش
تاریکیاں مٹا دیں ضیائے حضورؐ نے

مہماں بنا کے بخش دی روضے پہ حاضری
روبینہ تیرے بھاگ جگائے حضورؐ نے





اے کاش! ہمیں بھی ہو عطا ویسی محبت
کرتے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ جیسی محبت

عثمانِ غنیؓ، حیدرِ کرّارؓ کے صدقے
بے مثل تھی جن کے لیے آقا کی محبت

لے جائیں گے ہر عاصی کو فردوسِ بریں میں
اُمت سے وہ کرتے ہیں سدا ایسی محبت

آپس میں جو دشمن تھے، اُنھیں بھائی بنایا
اسلام نے سینوں میں یوں چمکائی محبت

دشمن کو بھی اخلاق و محبت سے پکارا
سرکارؐ نے انسان کو سکھلائی محبت

اُس دل کو خدا بھی نہیں کرتا کبھی منظور
جس دل میں محمدؐ کی نہیں ہوتی محبت

اقبال نہ خسرو ہوں، نہ جامی نہ غزالی
وہ فکر نہ الفاظ ، نہ وہ عالی محبت

پھر وہ ہی شجاعت دے، وہی شرم و حیا دے
عثمانؓ و علیؓ جیسی ملے گہری محبت

وہ رحمتِ عالم ہیں، پکارا اُنھیںؐ جب بھی
روبینہؔ کرم بن کے صدا آئی محبت





یا نبیؐ ! یا نبیؐ ! جب پکارا کوئی
غیب سے مل گیا پھر سہارا کوئی

ہے خدا اور نبیؐ کا ہمیں آسرا
اب تو بے شک بنے نہ ہمارا کوئی

پڑھتی رہتی ہوں ہر دم درود و سلام
اب نہ سمجھے مجھے غم کا مارا کوئی

خواب میں دیکھتی ہوں درِ مُصطفیٰؐ
حاضری کا ہے یہ بھی اِشارہ کوئی

نام سے اُنؐ کے ہوتی ہے ہر ابتدا
پھر بھلا کیسے ہوگا خسارہ کوئی

ہجر میں آپؐ کے راکھ ہو جاؤں گی
جلتا رہتا ہے دل میں شرارا کوئی

اُنؐ کے روضے کا منظر ہے دل میں بسا
دل لبھاتا نہیں اب نظارہ کوئی

خود خدا نے بنایا، بنا کر کہا
آپؐ جیسا نہیں مجھ کو پیارا کوئی

روز و شب ہے روبینہؔ کے لب پر دعا
ہو سفر کا مدینے کے چارہ کوئی





کسی طرف بھی نہیں دیکھا بے سہاروں نے
پکارا آپ ﷺ کو ہر لمحہ بے قراروں نے

درود لب پہ ہے، دل میں مِرے مدینہ ہے
سو گھیر رکھا ہے رحمت بھرے حصاروں نے

وہ جس نے دیکھا ہو اِک بار جلوۂ اطہر
اُسے لُبھایا نہ پھر خوش نما نظاروں نے

حبیبِ رَبّ دو عالم کا فیض عام رہا
قرار پا لیا بے چین غم کے ماروں نے

کِھلا وہ پھول کہ جس کی کوئی مثال نہیں
مِلی بہاروں میں ہم کو نہ لالہ زاروں میں

بھرے جہان میں تم سا نہیں سخی کوئی
تمھارے نام کا صدقہ لیا ہزاروں نے

حضورؐ ! آپ ہی کے نُور سے ضیا پائی
فلک پہ شمس و قمر، کہکشاں، ستاروں نے

نبیؐ کو علم ہے ہر اُمّتی کا روبینہؔ
تِرا ابھی نام لکھا ہوگا خاک ساروں میں





مِرے حضورؐ پہ جو بھی درود پڑھتا ہے
کرم سمیٹتا ہے، خالی جھولی بھرتا ہے

سُنا ہے آپؐ کے روضے پہ جو بھی جاتا ہے
نصیب اُس کا چمکتا ہے اور دمکتا ہے

نبیؐ کے نُور سے خیرات مل گئی اُس کو
شبِ سیاہ میں جو چاندیوں چمکتا ہے

حضورؐ! آپؐ کے روضے پہ حاضری کے لیے
یہ دل ہمارا مچلتا ہے اور تڑپتا ہے

جو آئیں مکّے مدینے سے لَوٹ کر حاجی
تو اُن کی آنکھوں سے اِک نور سا جھلکتا ہے

حضورؐ عرش پہ پہنچیں تو کائنات تھمے
حضورؐ ہی کے لیے یہ زمانہ چلتا ہے

ہمیں بھی آپؐ کے در سے حضورؐ بھیک ملے
زمانہ آپؐ کے ٹکڑوں پہ سارا پلتا ہے

کتابِ زیست کا ہر صفحہ ہی معطّر ہے
سرِورق پہ گُل مُصطفیٰؐ مہکتا ہے

وہ دل جو پاک ہو، حُبِّ نبیؐ سے ہو سرشار
اُسی پہ نعت کا اِلہام بھی اُترتا ہے

زمیں بنائی گئی اِک انگشتری کی طرح
مدینہ مِثلِ نگینہ ہی اِس پہ سجتا ہے





بے سہاروں نے چارہ گر پایا
غم کے ماروں کا آپؐ سرمایا

دل کہیں پر بھی اب نہیں لگتا
کیوں مدینے سے ہے پلٹ آیا

بھیج کر آپؐ کو زمانے میں
ربّ نے احسان ہم پہ فرمایا

ہے کرم آپؐ کا شہِ والا
ہم کو بھی اپنے در پہ بلوایا

کام بگڑے سنورتے جاتے ہیں
ہم پہ رحمت کا آپؐ کی ، سایہ

خَلق اور خُلق میں مِرے آقاؐ!
آپؐ جیسا نہ دوسرا پایا

تجھ "مبارک" کا اُمِّ معبد نے
کس محبّت سے ذکر فرمایا

جہل کے چَھٹ گئے اندھیرے سب
نُور صَلِّ علیٰ کا جب چھایا

خوش نصیبی ہے، میرے آقاؐ کے
نعت خوانوں میں میرا نام آیا

ذِکر روبینہؔ اُنؐ کا کر ہر دم
جن کا خود ذکر رب نے فرمایا



وفا، خلوص و محبّت کی یوں نمو رکھنا
کنیزِ احمدِ مُرسل سی خود میں خو رکھنا

پلٹ تو آئی ہو جنت نما مدینے سے
دل و نگاہ میں نقشہ وہ ہوبہو رکھنا

بعید کیا ہے کہ دونوں جہاں سنور جائیں
مگر یہ شرط ہے سُنّت کو روبرو رکھنا

حضورؐ! دہر میں اور قبر و حشر میں، ہر جا
کنیز آپؐ کی ہوں، میری آبرو رکھنا

حضورؐ! آپؐ کی چشمِ کرم کا صدقہ
ہمیشہ آپؐ کو موضوعِ گفتگو رکھنا

حروف نعت میں از خود ہی ڈھلتے جائیں گے
ورق پہ آپؐ کے اوصافِ مشکبو رکھنا

جو چاہتی ہو کہ مہکو روبینہ مِثل گلاب
فصیلِ اِسمِ محمدؐ کو چار سو رکھنا





چمکا جہان حُسنِ نبوّت کی بھیک سے
رب کا پتا مِلا ہے مشیّت کی بھیک سے

یا رب ! درِ رسولؐ کی چوکھٹ نصیب ہو
سیراب دل ہو میرا زیارت کی بھیک سے

اُمّید باندھ لی سے سخی سے فقیر نے
دامن کو اِس کے بھر دیں سخاوت کی بھیک سے

مہکیں حضورؐ! میرے درو بام، روح وجسم
مل جائے مجھ کو عطیہ مودّت کی بھیک سے

حرفِ ثنا قبول ہو پھر بارگاہ میں
ہدیہ ملے مجھے بھی جو مِدحت کی بھیک سے

انسانیت کو آپؐ نے معراج بخش دی
انساں کو عظمتیں ملیں، سیرت کی بھیک سے

روبینہ میرے واسطے اعزاز ہے بہت
محشر میں بخشی جاؤں جو نسبت کی بھیک سے





بے نواؤں کے لیے ہیں آسرا میرے حضورؐ
غم زدوں کے چارہ گر ہیں دل کُشا میرے حضورؐ

نُورِ پاکِ مُصطفیٰؐ سے روشنی ہر سُو ہوئی
نُور کا ہیں اِک مسلسل سلسلہ میرے حضورؐ

آپؐ کا رتبہ مرے آقاؐ! کوئی سمجھے گا کیا
جانتا ہے صرف خالق آپؐ کا، میرے حضورؐ

جس پہ چشمِ ناز ہوگی اُس کا بیڑہ پار ہے
اِک نظر، بس اِک نظر کیجئے عطا میرے حضورؐ

رحمۃ اللعالمیں خود رب نے فرمایا جنھیں
ہاں! وہی محبوبِ رب ہیں مُجتبیٰ میرے حضورؐ

ہو شرف مجھ کو عطا، تشریف لائیں میرے گھر
راہ میں پلکیں بچھاؤں گی سدا، میرے حضورؐ!

آپ سا یا مصطفیؐ! آیا نہ کوئی آئے گا
حُسن اور اخلاق کی ہیں انتہا میرے حضورؐ

میں خس و خاشاک سے کم تر ہوئی یہ سوچ کر
ہو گئے روبینہؔ گر مجھ سے خفا میرے حضورؐ!





حضورؐ! آپؐ پہ نازاں یہ سب خدائی ہے
خدا نے آپؐ کی خاطر زمیں سجائی ہے

وہ جس پہ رکھتے تھے تشریف شاہِ انبیاء
ہر ایک تخت سے اعلیٰ وہ اِک چٹائی ہے

گناہ گار سہی، میری خوش نصیبی ہے
کہ مجھ پہ سایۂ دامانِ مُصطفائیؐ ہے

میں مانگتی ہوں سدا سایہ اُنؐ کی کملی کا
بھرے جہاں میں فقط اُنؐ سے لَو لگائی ہے

ادب سے دل بھی جھکا جاتا ہے نظر کے ساتھ
کہ جب بھی نعتِ محمدؐ کہیں سُنائی ہے

میں نعت لکھوں، پڑھوں اور لکھتی جاؤں سدا
کہ میری زیست کی اِتنی سی بس کمائی ہے

نظر اُٹھا کے روبینہ جدھر بھی دیکھتی ہوں
ہر ایک شے میں بسا جلوۂ خدائی ہے





درود صبح و مسا پڑھنا باثمر ہو گا
عمل یہ آپ کا رب کو عزیز تر ہو گا

سنور ہی جائیں گے دونوں جہان آخرِ کار
رہِ نبیؐ کی طرف گر ترا سفر ہو گا

نبیؐ کے در سے مرادیں سبھی کو ملتی ہیں
یہاں پہ آ کے نہ کوئی بھی بے ثمر ہو گا

وسیلہ اُنؐ کو بنا کر دعائیں کرتے ہیں
تو پھر دعا میں ہماری نہ کیوں اثر ہو گا

ملے گی شام و سحر حاضری روبینہ کو
کبھی تو آپؐ کی گلیوں میں اِس کا گھر ہو گا





جن کے ٹکڑوں پہ لوگ پلتے ہیں
ہم بھی دامن وہیں سے بھرتے ہیں

اِسمِ احمدؐ پکارتے جائیں
رنج وغم سارے اِس سے ٹلتے ہیں

مُعتبر لفظ ہیں وہ سب کے سب
آپؐ کی نعت میں جو ڈھلتے ہیں

زندگی مختصر ہے، منزل دور
اور آنکھوں میں صرف رستے ہیں

دھیمی آواز اور نظر نیچی
دل ہی دل میں درود پڑھتے ہیں

اُنؐ کی چشمِ کرم جو ہو ہم پر
زندگانی کے دن سنورتے ہیں

اُنؐ کے کُوچے میں جو گزار آئے
حاصلِ زیست وہ ہی لمحے ہیں

اُنؐ کی گلیوں میں آنے جانے کو
دل روبینہؔ سدا مچلتے ہیں





آپ ؐ کے در کا سوالی جو بھی سائل ہو گیا
دو جہاں کا نُور اُس کے دل کو حاصل ہو گیا

شوق جس کو ہو گیا ہو مِدحتِ سرکار ؐ کا
عیب اُس کے دھل گئے، وہ خوش خصائل ہو گیا

تھام لے جو اِس جہاں میں سُنّت و قرآن کو
پھر بھلا بھٹکے وہ کیوں جب دین کامل ہو گیا

اُن ؐ کے رتبے کون پہچانے، کسے ہے یہ شرف
جن کے دربانوں میں بھی جبریل شامل ہو گیا

وہ شبِ اسریٰ کے دولھا، رحمۃ اللعالمین
اُنؐ کی عظمت کا زمانہ دل سے قائل ہو گیا

شوقِ دیدارِ نبیؐ ، صَلِّ علیٰ وِردِ زباں
آپؐ کا جو ہو گیا، ہر غم سے غافل ہو گیا

رحمتیں برسی ہیں چھم چھم اِس جہانِ ناز پر
آپؐ کی آمد ہوئی، قرآن نازل ہو گیا

رحمۃ اللعالمیں تشریف لے آئے تو پھر
رب تعالیٰ کا کرم، دھرتی پہ مائل ہو گیا





محفل مرے آقاؐ کی ہر اِک جا پہ سجی ہے
ہر آن صبا لے کے درود اُنؐ پہ چلی ہے

اِک اِسمِ محمدؐ جو مرے دل پہ لکھا ہے
اِک نور کی شمع ہے جو اِس دل میں جلی ہے

جن گلیوں نے چومے ہیں قدم میرے نبیؐ کے
اُن گلیوں میں خوش بو میرے آقاؐ کی بسی ہے

چہرے کی ضیا تابی سے چمکا ہے یہ سورج
وَاللّیل مرے آقاؐ کی زُلفوں سے بنی ہے

کاش اُنؐ کی کنیزوں میں ترا نام ہو شامل
روبینہ لگن یہ ہی مرے دل میں لگی ہے





پہلے رب نے زمیں سنواری ہے
ذات آقا ﷺ کی پھر اُتاری ہے

لب پہ صلِّ علیٰ رہے ہر دم
رحمتوں کا نزول جاری ہے

فیض ملتا ہے اُن ﷺ کی چوکھٹ سے
سلسلہ تا ابد یہ جاری ہے

رحمتوں کے حصار میں گزری
جو مدینے میں شب گزاری ہے

اُنؐ کی سیرت پہ چلنے والوں نے
زندگی ہر گھڑی سنواری ہے

میرے ہاتھوں میں اُن کا دامن ہے
اور آنکھوں میں شرم ساری ہے

اِس مقدّر پہ کیوں نہ ناز کروں
میری نسبت بھی کتنی پیاری ہے

میں بھی شامل ہوں نوری محفل میں
نعت پڑھنے کی میری باری ہے

دید کی آرزو ہے روبینہ
ہر گھڑی دل کو بے قراری ہے





عنبر و عُود لگاؤ ، حضورؐ آئے ہیں
خوشی سے جھوم کے گاؤ حضورؐ آئے ہیں

اندھیرے چھٹنے لگے ، نُورِ کبریا آیا
جہان سارا سجاؤ حضوؐر آئے ہیں

اُنھیؐ کے صدقے ہے جنت تمھارے قدموں میں
اے ماؤ ! جشن مناؤ ، حضورؐ آئے ہیں

اے بیٹیو! تمھیں عزت کی دی اُنھوںؐ نے رِدا
تم اُنؐ کی شان میں گاؤ ، حضورؐ آئے ہیں

ہیں اِس عمل میں نہاں عظمتیں دو عالم کی
درود پڑھتے ہی جاؤ ، حضورؐ آئے ہیں

ادب سے بیٹھو، خدا کی عطا پہ شکر کرو
سرِ نیاز جھکاؤ ، حضورؐ آئے ہیں

ربیعِ نور کا آیا ہے ماہ روبینہؔ
مکان اپنا سجاؤ ، حضورؐ آئے ہیں





رب نے مِرے آقاؐ کی یوں شان بڑھائی ہے
جبریلؑ امیں درباں اور نازاں خدائی ہے

یہ معجزہ دیکھا ہے ہم نے درِ آقاؐ پر
لب ہلنے نہیں پائے، امید بر آئی ہے

جبریلؑ امیں کے پر جلتے ہیں جہاں آ کر
اُس جا سے کہیں آگے آقاؐ کی رسائی ہے

سرکارؐ کی رحمت ہے ہم جیسے نکمّوں پر
بگڑی بھی بنائی ہے، بخشش بھی کرائی ہے

اللہ کا پتہ پایا اُنؐ کے ہی وسیلے سے
جو بات نہ بنتی تھی، وہ بات بنائی ہے

اِس سادگی پر قرباں، ماں باپ مرے، میں بھی
سردارِ دو عالمؐ ہیں اور ٹوٹی چٹائی ہے

احسان حلیمہؓ پر یہ کیسا ہوا رب کا
محبوبِ الٰہی کو کٹیا میں وہ لائی ہے

سردار ہیں نبیوں کے، سلطان مدینے کے
محروم نہیں رہتا جو اُنؐ کا فدائی ہے

میلاد کی محفل جو روبینہ سجائی ہے
بگڑی ہوئی قسمت تھی جو تُو نے بنائی ہے





اُنؐ کے رستے پہ جو بھی چلتے ہیں
پیکرِ نور میں وہ ڈھلتے ہیں

اُنؐ کے چہرے کی ضوفشانی سے
دو جہاں کے چراغ جلتے ہیں

اُنؐ کا صدقہ ہی کھا رہے ہیں سب
دنیا والے اِسی پہ پلتے ہیں

غمِ دنیا سے ماورا ہیں وہ دل
اُنؐ کی یادوں سے جو بہلتے ہیں

لب پہ جاری رکھو درود و سلام
رنج و غم سارے اِس سے ٹلتے ہیں

آسرا آپؐ ہی کا ہے آقاؐ!
گرتے گرتے جو ہم سنبھلتے ہیں

اُن میں حصّہ مِرا بھی رکھ لیجئے
چشمے جو فیض کے اُبلتے ہیں

نعت ہے ، ہم ہیں اور خوش بختی
اِس فضا میں روبینہ پلتے ہیں





درودِ پاک جو پڑھتے رہو عقیدت سے
ملے گا تم کو خزانہ خدا کی رحمت سے

مِرے نصیب کا تارا چمک گیا آخر
پکارا جانے لگا مجھ کو اُنؐ کی نسبت سے

مَیں دے کے واسطہ اُنؐ کا، خدا مناتی رہی
سو کام ہوتے رہے میرے سب سہولت سے

مَیں ذِکرِ شاہِ اُمَمؐ جب کبھی بھی کرتی ہوں
ہوائیں ہوتی ہیں محسوس مجھ کو جنّت سے

میں جب بھی نعت لکھوں مجھ کو ایسا لگتا ہے
کہ اِذنِ نعت ہے مجھ کو درِ رسالتؐ سے

نہیں ہوں قبر کی تاریکیوں سے خوف زدہ
کہ دید آقاؐ کی پاؤں گی اُن کی رحمت سے





محبوبِ حق ہیں، آپؐ ہی رب کے رسول ہیں
سب کہکشائیں آپؐ کے قدموں کی دھول ہیں

جن راستوں سے گزریں، وہ رستے مہک اُٹھیں
گویا رسولِ پاکؐ بہشتوں کے پھول ہیں

رحمت ہیں دو جہاں کے لیے شاہِ بحر و بر
دینا دعا عدو کو بھی، اُنؐ کے اصول ہیں

جس دل میں اہلِ بیتِ محمدؐ کا گھر نہیں
اُس دل کے سارے جذبے نہایت فضول ہیں

روبینہؔ تُو نے لکھی ہے جو نعتِ مصطفیٰؐ
اشعار یہ نہیں ہیں، عقیدت کے پھول ہیں





مانگ کر دیکھو کبھی صدقہ علیؑ کے نام کا
فیض جگ میں عام ہے مولا علیؑ کے نام کا

شانۂ سرکارؐ پر جس کو سواری ہو نصیب
کس طرح اُونچا نہ ہو شجرہ علیؑ کے نام کا

بُت شکن، خیبر شکن اور حیدرِ کرّار آپؓ
ہو رہا ہے ہر طرف شُہرہ علیؑ کے نام کا

علم و حکمت آج بھی ملتی ہے باب العلم سے
معرفت کا بہتا دریا ہے علیؑ کے نام کا

دیکھنا بھی ہے عبادت حیدرِ کرّار کو
ذِکر ہر دم کیجیے آقا علیؑ کے نام کا

فاتحِ خیبر بھی ہیں شیرِ خدا، مولائے کُل
ہے جہاں میں مرتبہ اونچا علیؑ کے نام کا

مشکلیں روبینہ کی آسان تر ہوتی گئیں
وِرد ہے صبح و مسا مولا علیؑ کے نام کا





حضورؐ دیکھ کر زہراؓ کو مسکراتے ہیں
بشارتیں اُنھیں فردوس کی سُناتے ہیں

نبیؐ کا عکس جھلکتا ہے بی بی زہراؓ میں
حیا کے سارے حوالے ادھر سے آتے ہیں

انھیں سکھائے ہیں آداب خود نبوت نے
جھلک حضورؐ کی سب فاطمہؓ میں پاتے ہیں

جنابِ سیّدہ زہراؓ جہاں پہ ہوں موجود
فرشتے لے کے اجازت وہاں پہ آتے ہیں

نبیؐ ہیں بابا، علیؓ سر کا تاج ہیں اُن کے
حسنؓ ، حسینؓ بھی آنگن میں مسکراتے ہیں

جنابِ سیّدہؓ آقاؐ کے دل کی راحت ہیں
حضورؐ راز کی باتیں انھیں بتاتے ہیں

سنا کے سیدہ زہراؓ کی سیرتِ اطہر
ہم اپنے بچوں کو پاکیزگی سکھاتے ہیں

جو آلِ پاکِ محمدؐ سے لو لگاتے ہیں
رضا خدا کی روبینہ ہمیشہ پاتے ہیں





آلِ پاکِ مُصطفیٰؐ ہیں غوث پاکؒ
خاص رب کی اِک عطا ہیں غوث پاکؒ

ڈوبنے والے کنارہ پا گئے
کہتے کہتے نا خدا ہیں غوث پاکؒ

حاضرِ مجلس رہیں جنّ و بشر
نورِ شمعِ مصطفیٰؐ ہیں غوث پاکؒ

جن کو کہتے ہیں محی الدین سب
وہ طریقت کی بقا ہیں غوث پاکؒ

سر پٹکتا ، بھاگتا ابلیس ہے
جب بھی میں نے یہ کہا، ہیں غوث پاکؒ

نونہالی میں بھی جو روزے رکھیں
متّقی و باصفا ہیں غوثِ پاکؒ

آتے جاؤ ، بھرتے جاؤ جھولیاں
منبعِ جُود و سخا ہیں غوث پاکؒ





سب مہینوں پر رہی ہیں سبقتیں رمضان کی
ہر مسلماں پا رہا ہے رحمتیں رمضان کی

پہلا عشرہ مغفرت اور دوسرا رحمت کا ہے
رب کی خوشنودی ہے گویا برکتیں رمضان کی

روزے میں پنہاں ہیں کتنی خوبیاں اے مومنو!
جان پائیں کاش ہم یہ حکمتیں رمضان کی

رب کو راضی کر لیا جس نے بھی روزہ رکھ لیا
بارہا قرآں میں آئیں آیتیں رمضان کی

اِس مہینے میں گناہوں کو مٹا دیتا ہے رب
کس قدر ہیں بخششیں اور شفقتیں رمضان کی

سب سے میٹھا بولنا اور خیر خواہی سوچنا
جسم و دل کو پاک رکھنا نکہتیں رمضان کی

رِزق وافر ہے گھروں میں، مسجدیں آباد ہیں
رونقیں ہیں، رحمتیں ہیں، لذّتیں رمضان کی

قدر کی راتیں اگر مل جائیں روبینہ تجھے
یہ سمجھنا مل گئی ہیں عظمتیں رمضان کی





ہائے کیا شے ہے مدینہ، یہ بتائیں کیسے
کیسے تجسیم ہو خوشبو کی ، دِکھائیں کیسے

جن کے دل میں ہو بسا شہرِ مدینہ آقاؐ!
اپنی دنیا وہ کہیں اور بسائیں کیسے

ہیں بہت خاص بھی ، خالص بھی غلامانِ رسولؐ
اُن کے اوصاف بتائیں تو بتائیں کیسے

جن کے غم خوار بھی ہوں آپؐ، مددگار بھی آپؐ
حالِ دل اور کسی کو وہ سنائیں کیسے

دل وہ مردہ ہیں، جو ہیں عشقِ نبیؐ سے خالی
جشنِ سرکارؐ جو مردہ ہیں، منائیں کیسے

نورِ احمدؐ سے منوّر ہے روبینہ ، سینہ
غم زمانے کے ترے دل کو ڈرائیں کیسے





جو روضے کا اُنؐ کے نظارہ ملے
مقدر کا روشن ستارہ ملے

چلیں حشر میں اُن کے پرچم تلے
شفاعت کا ہم کو سہارا ملے

کڑا وقت اُمّت پہ طاری ہوا
ہیں منجدھار میں ہم ، کنارہ ملے

دھلیں داغِ عِصیاں مِرے سب حضورؐ!
اِن آنکھوں کو نوری نظارہ ملے

مٹیں غم ، تسلّی ، تشفّی ملے
جو چشمِ کرم کا اشارہ ملے

کہیں فخر سے سب کنیزِ بتولؓ
اگر کوئی شجرہ ہمارا ملے



مکّہ

میں نے مکّہ میں جب قیام کیا
اُن گلی کوچوں میں خرام کیا
خانہ کعبہ کا جب طواف کیا
اپنے مولا کو ہم کلام کیا!
یاد آیا وہ دَور سارا مجھے
آپؐ غارِ حرا میں جب اکثر
رب کو تنہائی میں پکارتے تھے
روز و شب اِس طرح گزارتے تھے
میں نے غارِ حرا کو چوما ہے
اور حیرت سے اُس کو دیکھا ہے
وہ بلندی، سکوت، ذکرِ خدا
اُس کو محسوس کر کے دیکھا ہے
رب کی پہلی وحی کا وہ لمحہ
آئے جبریل اور فرمایا
پڑھیے رب العلیٰ کے نام کے ساتھ
جس نے مخلوق کو ہے پیدا کیا
اور لکھنا قلم سے سکھلایا۔۔۔۔۔۔

اللہ اللہ وہ کیا سماں ہوگا؟
میں سعی کرتے وقت سوچتی تھی
انبیا کے قدم لگے ہیں یہاں
میرے آقاؐ کا تھا قیام یہاں
اپنی قسمت پہ ناز کرتی تھی،
سجدے کرتی تھی، چومتی تھی حرم
رب تعالیٰ کا شکر اور احساں
میں کہاں اور یہ مقام کہاں۔۔۔۔۔۔
دعوتِ حق صفا کی چوٹی پر
مشکلیں بھی اُٹھائیں آقاؐ نے
کافروں کی بھی دُشمنی دیکھ
اور صحابہ کی جاں نثاری بھی
ربِ کعبہ نے کر دیا احساں
حق کی جانب سے آ گیا فرماں
آپؐ نے فتح کی گھڑی دیکھی
نورِ حق چاروں اور پھیل گیا۔۔۔۔۔۔
مجھ کو محسوس ایسا ہوتا تھا
فتحِ مکّہ کا وہ ہی لمحہ ہے

جنگ کے میداں میں گھوڑوں کی ٹاپیں
مجھ کو واضح سُنائی دیتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔
چاروں جانب حضورؐ کی یادیں
اور باتیں سنائی دیتی تھیں
جتنے حجاج تھے وہاں پہ سبھی
حق کے پروانے سارے لگتے تھے
دَور مکّہ میں ! ایسے لگتا ہے
آج بھی ہے وہی جو پہلے تھا
وہی احساس ایک دوجے کا
اور اخلاق آج بھی ہے وہی
نور ہی نور تھا وہاں کل بھی !
نور ہی نور آج بھی ہے وہاں !!!!

